Regd No P 57

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

شرح چندہ سالانہ
۶ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
غیر ممالک
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

ایڈیٹر
محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۹ || ۷ شہادت ۱۳۳۹ ہش ۱۰ شوال ۱۳۷۹ھ ۷ مارچ ۱۹۶۰ء || نمبر ۱۴

اخبار احمدیہ

ربوہ ۴ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں۔
حضرت اقدس تا حال علیل صاحب فراش ہیں۔ حضور کی صحت میں کوئی بڑا فرق نہیں پڑا دعائیں جاری رکھیں۔
احباب جماعت اپنے محبوب امام ہمام کی صحت کاملہ اور شفاء عاجلہ کے لئے صدقہ و درود الحمد کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو جلد صحت یاب فرمائے آمین۔

قادیان ۵ اپریل۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

احمدی جرمن نو مسلم مسٹر ولہم نیکولسکی ناصرؔ صاحب کی کانپور میں آمد!

از مکرم ڈاکٹر محمد صاحب جہداد خاں صاحب پنشنر۔ کانپور

جناب مسٹر نیکولسکی ناصر صاحب جرمن احمدی نو مسلم مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۶۰ء کو بغرض جمعہ میں تشریف لائے۔ سب مقامی احمدی دوستوں سے ملاقات کر کے بہت خوش ہوئے۔ یورپ۔ امریکہ۔ جرمنی۔ ہالینڈ۔ انگلینڈ وغیرہ ممالک میں تبلیغ احمدیت یعنی اصل اسلام کے حالات انگریزی میں سناتے رہے۔ پھر ربوہ دار السلام۔ حضرت صاحب سر محمد ظفر اللہ خان صاحب۔ قادیان شریف کلکتہ پٹنہ۔ گیا وغیرہ کے احمدی دوستوں کے متعلق دلچسپ حالات بتلائے۔

ڈاکٹر ایچ رحمان صاحب (P H D) ایک مقامی مکف انتجار و مالک فیکٹری حاجی مولا بخش اینڈ سنز۔ نالہ روڈ۔ کانپور) غیر احمدی دوست نے اُن سے ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ ناصر صاحب کی ڈاکٹر صاحب موصوف سے ملاقات کرائی گئی۔ اکثر احمدی و غیر احمدی دوست بھی اس وقت موجود تھے۔ تبادلہ خیالات دلچسپ اور دوستانہ ماحول میں جاری رہا۔ احمدی جرمن نو مسلم بھائی نے بہت عمدہ پیرایہ میں اور معقول طریقہ سے سوالات کا تسلی بخش جواب دیا۔ ڈاکٹر ایچ رحمٰن صاحب اپنی کار میں بٹھا کر ناصر صاحب اور بعض دیگر احمدی و غیر احمدی دوستوں کو اپنے بنگلہ واقع گوٹیا۔ کانپور لے گئے۔ بعض دیگر صاحبان سائیکلوں اور دیگر سواری سے بعد میں پہنچ گئے۔ وہاں پر بھی تبادلہ خیالات کے رنگ میں سوالات کی غرض سے جاری رہا۔

رحمان صاحب کے وسیع بنگلہ کے لان پر چائے اور فواکہات سے تواضع کی گئی لیکن شام کو معمولی سردی ہو جانے کی وجہ سے اندر کوٹھی کے وسیع ڈرائینگ روم میں نشست کا انتظام کیا گیا۔ قریب ۶-۷ بجے شام کے مسٹر ناصر کو چونکہ بموجب پروگرام جھانسی وغیرہ جانا تھا۔ لہذا ایذریعہ بس کانپور سنٹرل واپس تشریف لے گئے۔

ان نو مسلم جرمن احمدی دوست کی آمد کا کانپور کے غیر احمدی حلقہ پر (اگرچہ وہ تھوڑے عرصہ اور محدود حلقہ میں تھا) بہت عمدہ اثر پڑا۔ اور لوگ بالخصوص ڈاکٹر رحمٰن صاحب موصوف اسبات کے بیحد خواہشمند تھے۔ کہ ناصر صاحب یہاں کانپور میں کچھ دن قیام فرماویں اور ان کے لیکچروں کا انتظام شہر میں مختلف مقامات پر بذریعہ لاؤڈ سپیکر و میجک لنٹرن کروایا جاوے۔ لیکن ناصر صاحب نے معذرت ظاہر کی کہ وہ اپنا پروگرام آج صبح ہی سٹ (Sets) کر چکے ہیں یعنی ہوبہ۔ جھانسی۔ آگرہ وغیرہ تار روانہ کر چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے لوگوں کو انتظار اور پریشانی ہوگی۔

ناصر صاحب نے وعدہ کیا کہ ۸ ہفتہ (دو ماہ بعد) آ سکتا ہوں۔ یعنی جب ہوبہ۔ جھانسی۔ بھوپال۔ بمبئی۔ سکندر آباد۔ حیدر آباد مدراس۔ کلکتہ وغیرہ سے واپس قادیان جا رہے تھے تو دو تین یوم کے لئے کانپور قیام کر سکتے ہیں۔ لیکچر دیں گے اور میجک لنٹرن کا شو بھی دکھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اس کے لئے انتظام کیا جاوے۔ جس کے متعلق ڈاکٹر صاحب موصوف و مقامی جماعت نے وعدہ کیا

ناصر صاحب سے غیر احمدی صاحبان کی گفتگو ہوئی رائیہ یادداشت سے اس میں سے کچھ سفہ نامکہ رہا ہوں۔ اصل گفتگو انگریزی زبان میں ہوئی تھی)

جب نو مسلم جرمن احمدی ناصر صاحب کمرہ میں داخل ہوئے تو رکسی صاحب نے اُن سے کہا Good morning (کمرہ میں اس وقت بجلی جل رہی تھی۔ لیکن باہر سے تیز روشنی سے اندر کمرہ میں فوراً داخل ہونے والے کو ٹھیک اندازہ نہیں ہوتا تھا۔ کہ کون صاحب کہاں بیٹھے ہیں)

احمدی جرمن نو مسلم صاحب: (آہستہ سے Say No) السلام علیکم (کہو)

ایک غیر احمدی دوست۔ آپ کہاں سے آ رہے ہیں۔

نو مسلم جرمن احمدی بھائی۔ میں ربوہ شریف حضرت صاحب کی خدمت میں تین ماہ رہا۔ پھر قادیان شریف گیا وہاں سے کلکتہ گیا۔ پھر اپنے احمدی دوستوں سے ملتا ہوا۔ گیا۔ پٹنہ۔ بنارس ہوتا ہوا۔ آج صبح کانپور پہنچا۔ اسٹیشن کانپور پہونچکر لوگوں سے معلوم کیا کہ یہاں M. S. Ahmadis انگریزی لہجہ میں) (یعنی احمدی) کہاں رہتے ہیں۔ کوئی نہ بتلا سکا۔

پھر میں نے ہوبہ۔ جھانسی تار دیکر اپنا پروگرام سٹ کر لیا اتفاق سے ایک احمدی دوست سے ملاقات ہوگئی۔ کہ وہ مجھ کو جمعہ کی نماز میں لے آئے

سوال۔ آپ جرمنی میں کیا کام کرتے ہیں۔

نو مسلم جرمن۔ یورپ کی دوسری جنگ عظیم میں میں جرمن فوجی جنگی قیدی رہا۔ ایران بھی گیا تھا۔ ... میں فوٹو گرافی کا کام کرتا ہوں۔ پھر مصر و ایران کے حالات بتلاتے رہے

سوال۔ آپ کو سفر کے اخراجات کہاں سے ملتے ہیں۔

احمدی جرمن۔ جیسا کہ ابھی میں نے بتلایا۔ میں نے فوٹو گرافر ہوں۔ فوٹو کھینچ کر اور فروخت کر کے اپنے سفر کے اخراجات خود نکالتا ہوں۔ دست سوال دراز نہیں کرتا۔ خدا کا شکر ہے۔

ایک غیر از جماعت دوست نے کہا۔ یہاں کچھ جرمن مالدار لوگ ہیں ان سے مل لیجئے۔

جرمن نو مسلم۔ کیا فائدہ۔ اور کیا ضرورت۔ اب تو یہ احمدی دوست ہی ہمارے بھائی ہیں۔

غیر احمدی دوست۔ کیا ہم بھائی نہیں ہیں۔ (یعنی صرف احمدی ہی ہیں)

جرمن احمدی۔ یار (یعنی ...) آپ بھی ہیں۔ تب ہی تو میں آپ میں نظر آ رہا ہوں۔

ایک غیر احمدی دوست۔ آپ متقی ہو جایئے سنی زیادہ ہیں۔ اور مالی حالت بھی اُن سے بہتر ہے

احمدی جرمن۔ کیا ... آپکا ... کہ میں حضرت صاحب۔ سر ظفر اللہ خان وغیرہ جنہوں نے مجھے HEAVEN یعنی جنت کا راستہ دکھلایا اور جو لوگ ... دنیا بھر میں کھاندر کر ہمارے پاس پہونچے کوگوں کو تبلیغ اسلام کر رہے ہیں۔ جرمن۔ ہالینڈ۔ انگلستان۔ امریکہ۔ افریقہ۔ انڈونیشیا وغیرہ ممالک میں مساجد بنا رہے ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم پیش کر رہے ہیں۔ ان کو پس پشت ڈال کر آپ کی Turn ... ... کی طرف جھک جاؤں اور Somersault قلا بازی کھاتا پھروں

Turn my ... Nationality ... جرمن۔ یورپ امریکہ وغیرہ ممالک میں اس ... بہت زیادہ ہے۔ آپ لوگ اپنے گھروں میں آرام سے سو رہے ہیں۔ اور احمدی لوگ انتھک رات اپنی جانوں اور مالوں کی بازی لگاتے ہوئے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کوشش (جہاد) کر رہے ہیں۔ میں مصر میں ۲½ سال رہا کسی نے مجھے اسلام کے متعلق کچھ نہ بتلایا۔ ایمان بھی گیا تھا مصری اگر کسی مسلمان دوست نے ... کر دیا تو قربانی مطلوب)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس ... میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ——— مورخہ ۷ر اپریل ۱۹۶۸ء

خوفِ خُدا

مورخہ ۲ر اپریل کو صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے نئی دہلی میں عمارت کے دفاتر کی نئی بیرسی ایشن کا افتتاح کیا اس تقریب میں صدر جمہوریہ کے علاوہ وزیر اعظم پنڈت نہرو اور چیف جسٹس شری بی پی سنہا نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اخبار پرتاپ کی رپورٹ کے مطابق چیف جسٹس نے اپنی تقریر میں کہا:-

"ججوں کو ... فیصلے
کرنے چاہئیں اور انہیں کسی
شخصیت کا ڈر نہیں ہونا چاہئیے
خواہ وہ شخصیت کتنی ہی بڑی
کیوں نہ ہو" (پرتاپ ۲ر اپریل)

ججوں کے لئے چیف جسٹس کا یہ مشورہ نہایت قیمتی اور قابلِ قدر ہے۔ اور اگر جج لوگ اسے پورے طور پر کار بند ہو جائیں تو انصاف حاصل کرنے میں پیش آمدہ بیشتر مشکلات خود بخود دور ہو جائیں۔ مگر بڑی مشکل تو یہی ہے کہ اس وقت خوفِ خدا تو دور کی بات ہے دنیا سے ذکرِ خدا بھی مفقود ہو چکا ہے اس کی بڑی وجہ اس ذی قوت و جبروت ذات پر انسان کے یقین اور ایمان کا فقدان ہے۔ آج دنیا میں جو ظلم و تعدی کا بازار گرم ہے۔ یہ بھی خوفِ خدا اور خوفِ عقاب سے استغناء اور لا پرواہی کا نتیجہ ہے

دنیوی قوانین خواہ کس قدر سخت اور کڑے ہی کیوں نہ ہوں وہ انسان کے ظاہری اعمال و کردار پر گرفت کر سکتے ہیں۔ جن سے بچنے کے حیلے طرح طرح کے چور دروازے نکال لئے جاتے ہیں۔ ادھر قانون بنتا ہے۔ اور ابھی اس کی سیاہی بھی خشک نہیں ہونے پاتی کہ اس کے توڑ بنا لئے جاتے ہیں۔

انسان کو عدل و انصاف کی سیدھی راہ پر کوئی چیز قائم رکھ سکتی ہے تو بس اس کے اپنے دل کی درستی اور اصلاح کہ شت محابہ ہوتا ہے جیسا اگر بگڑ جائے تو ہم کی سار ی مشینری کا رُخ ہی ... وبربادی کی طرف مڑ جاتا ہے اور اس کی درستی و اصلاح سے امن و سلامتی کی راہ نکل آتی ہے۔

——— اور دل کو درست حالت میں رکھنے کے لئے ایک ذی سطوت و جبروت ہستی پر پورا یقین اور ایمان ہونا ضروری ہے۔ جب تک دل میں اس ہستی پر محکم یقین نہیں ہوتا ... ہے کہ انسان ارتکاب گناہ سے کنارہ کشی کر سکے! اگر ایک انسان کو اس ... کا پورا یقین ہو کہ بل ... سانپ ہے تو وہ کبھی بھی اس میں انگلی ڈالنے کے لئے تیار نہ ہو اور جس شخص کے سامنے پیالے میں زہر ملایا گیا ہو اس پیالے کو کبھی اپنے ہونٹوں سے لگا نہیں سکتا۔ پس خوفِ خدا پیدا کرنے کے لئے اس امر کی بڑی ضرورت ہے۔ کہ پہلے خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہو جائے۔ اور ایسا پختہ یقینی جو انسان کی ہستی پر ایک انقلاب لانے کا باعث ہو اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اُسے کامل معرفت حاصل نہ ہو مگر وراء الوراء اور نہاں در نہاں ہستی کی معرفت محدود فہم و فراست رکھنے والے انسان کی اپنی جدوجہد سے کیونکر ممکن ہے۔ اس کے لئے بھی تو بس اُسی کی رحمت کا ہاتھ چاہیئے چنانچہ جب سے یہ کائنات عالم وجود میں آئی ہر زمانہ میں وہ اپنے برگزیدہ بندوں پر جلوہ فگن ہوتا رہا اور اپنی قدرت کے ان تازہ بتازہ معجزات و نشانات سے ظاہر کرتا رہا۔ جن کے مشاہدہ سے ہر فہم و ذکا کا مالک ایسے محکم یقین پر قائم ہو جاتا ہے کہ اس عالم کون کا وہی خالق و مالک ہے اور اسی کے دم قدم سے یہ سب کارخانہ چل رہا ہے۔ اور اس کی ذات پر کامل یقین و ایمان کے نتیجہ میں جماعت مومنین کے ہاتھوں محیر العقول انقلاب آئے جن کی مثالیں تاریخ عالم میں بھری پڑی ہیں

چنانچہ اس کی واضح مثال اسلام کے صدر اوّل میں نظر آتی ہے کہ کس طرح عرب کے بادیہ نشین اُسی سرچشمۂ معجزات و کرامات کے دستِ کرم سے وحشی سے انسان اور با اخلاق انسان حتّٰی کہ باخدا انسان بن گئے۔ اور نوعِ انسان کے ایسے مونس و غمگسار ثابت ہوئے کہ تاریخ ان کے سنہری کارناموں کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی ان کی ہستی میں یہ عظیم انقلاب اُسی پختہ یقین و معرفت ہی کا نتیجہ تو تھا جو خدا کی زندہ ہستی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت سے حاصل ہوا ——!!

الغرض ہر کام میں خوفِ خدا کی تلقین اپنی جگہ بلاشبہ قابلِ ستائش ہے مگر دلوں میں خدا کا خوف پیدا کرنے کے لیے حقیقی معرفت کی ضرورت ہے۔ جو ہر زمانہ میں ایک مردِ کامل کے ذریعہ ہی حاصل ہوتی ہے اور خوش قسمت ہے ہمارا ملک کہ اس زمانہ میں بھی ایسے مردِ کامل کے لئے خدا تعالےٰ نے اسی سرزمین کو منتخب کیا اور اُس نے پُرسے پریم اور محبت سے سب کو آواز دی اور کہا ——؟

قوم کے لوگو! اِدھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار
تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جُوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار

۲۰ ہزار روپیہ یومیہ نذرِ آتش

اخبار پرتاپ کے جس پرچہ کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اس میں منجملہ دیگر خبروں کے اس امر کا بھی انکشاف کیا گیا ہے کہ

"راجدھانی نئی دہلی میں ہر روز تقریباً ۲۰ لاکھ سگریٹ نوش کئے جاتے ہیں جن کی قیمت ۲۰ ہزار روپے کے قریب ہوتی ہے"۔

بالفاظ دیگر ۲۰ ہزار روپیہ کو جانتے بوجھتے روزانہ نذرِ آتش کیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی کسی مفید مطلب و مقصد پر نہیں بلکہ الٹا ایسے کام پر جس کے نتیجہ میں بعض مغربی ڈاکٹروں کی رائے کے مطابق سرطان کے موذی مرض کا شکار بن جانے کا اندیشہ مزید ہے!!

اب اس رقم کو جو صرف ایک جگہ پر ایک ہی دن میں دھواں بن کر اُڑ گئی۔ ذرا ملک کے دوسرے بڑے شہروں کی تعداد پھر مہینوں برسوں کے حساب میں لائیے تو کیا اس ایک ہی بے فائدہ خرچ کی بچت سے ملک کی تعمیر کے کسی پنجسالہ پلان کا کوئی منصوبہ آسانی سے مکمل نہیں ہو سکتا؟ بالخصوص جبکہ سگریٹ کے ذریعہ آگ پھانکنے اور سرطان کی قسم کا موذی مرض مول لینے کے عوض لاکھوں لاکھ ملک واسی بھاری بھرکم ٹیکسوں کے بوجھ سے نجات پا جائیں: مگر اس کا کیا علاج کہ جب ساری دنیا میں ہر طرف بگاڑ ہی بگاڑ ہے اور اسی کو حسن و خوبی تصور کیا جانے لگا ہے!!

اردو لازمی مضمون

اخبار پرتاپ کے اسی پرچہ میں چار یہ وزیر بابا دے جی کے متعلق یہ بھی شائع ہوا ہے کہ موصوف نے گھرونڈہ کے مقام پر زبان اردو کے بارہ میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ

"پنجاب کے تعلیمی اداروں میں اردو لازمی مضمون ہونا چاہیئے"۔

قطع نظر اس سے کہ بھاوے جی کی رائے پر کس حد تک عمل درآمد ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے یہ بات تو عیاں ہو گئی کہ ونوبا جی کے نزدیک بھی پنجاب کی ترقی و سربلندی کے لئے اس بین الاقوامی زبان کی طرف زیادہ توجہ دینے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اردو کے حق میں موجودہ بدلے ہوئے حالات کے باوجود نہ صرف یہ کہ پنجاب میں اردو کو بڑی اہمیت حاصل ہے بلکہ اس شستہ جان زبان نے غیر ممالک میں بھی ایسی مقبولیت حاصل کر لی ہے۔ کہ ترقی یافتہ ممالک کی یونیورسٹیوں میں اردو سے متعلق شعبے کھولے جا رہے ہیں اور ان کے براڈ کاسٹنگ پروگرام میں اردو کو نمایاں جگہ حاصل ہو رہی ہے پس اگر اردو کی جنم بھومی ہندوستان میں اس کا جائز حق دے دیا گیا اور ساتھ ہی ونوبا جی کی رائے کے مطابق پنجاب میں اس کی طرف خاص توجہ دی گئی تو یہ چیز بھی دیگر ممالک کے ساتھ ہمارے ملک کے رابطہ کو زیادہ مستحکم کرنے کا موجب ہو گی

درخواستہائے دعا

۱- محترمہ بیگم صاحبہ الحاج سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب آف سکندر آباد نے درخواست کی ہے کہ اُن کی نواسی مبارکہ بیگم صاحبہ کی صحت اور اُن کے شوہر کی پریشانی کی دوری کے لئے جملہ احباب دعا فرمائیں۔

نیز آپ نے ردِّ بلا کے لئے مرکز میں صدقہ کی بعض رقوم بھی ارسال فرمائی ہیں جملہ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ کے لئے اور آپ کے خاندان کے تمام افراد کی صحت و عافیت اور دیگر مشکلات کی دوری کے لئے دعا فرمائیں۔
(ناظر بیت المال قادیان)

۲- خاکسار کا لڑکا عزیزم جاوید احمد سلمہٗ سال بھر سے آنکھ کی تکلیف میں مبتلا ہے کمپنی کے ایک ماہر معالج سے علاج شروع کرایا ہے۔ احباب جماعت اور درویشان کرام سے درد مندانہ درخواست ہے کہ اس کی شفایابی کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں

خاکسار سید حمید الدین احمد از جمشید پور

۳- ناچیزہ اور عاجزہ کا لڑکا محمود عرصہ سے بیمار ہے احباب کرام اور بزرگان سلسلہ سے درد مندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم دونوں کو اپنے فضل خاص سے شفا کاملہ عاجلہ عطا کرے۔ ...

عاجزہ سیدہ ... خاتون احمدی بنت مولوی سید محمد محسن صاحب آف سونگڑہ کٹک۔

دعائے مغفرت

رابعہ مظفر خاں صاحب احمدی ساکن سندہ بارٹی کشمیر نے یہ افسوسناک اطلاع دی ہے کہ ان کی اہلیہ سعیدہ بیگم صاحبہ وفات پا گئی ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ مقامی قبرستان میں امانتاً دفن کیا گیا ہے۔ احباب مرحومہ کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قرآن کریم کی ایک عظیم الشان پیشگوئی واذا الوحوش حشرت کا موجودہ زمانہ میں ظہور

وحشی اور غیر متمدن اقوام میں بیداری کی ایک زبردست لہر

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا ایک زندہ ثبوت ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲ر جنوری ۱۹۴۷ء بمقام قادیان

فرمایا:۔
قرآن کریم میں

مسیح موعود کی بعثت

کی خبر دیتے ہوئے جو علامات اس زمانہ کی بتائی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک علامت قرآن کریم نے یہ بیان کی کہ واذا الوحوش حشرت۔ اس وقت وحشی قومیں۔ غیر تعلیم یافتہ اور غیر مہذب قومیں وہ قومیں جن کا متمدن دنیا کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں تھا۔ ان میں بھی خدا تعالیٰ بیداری کے سامان پیدا کر دے گا۔ دنیا میں ہمیشہ ہی ایسے زمانے چلے آئے ہیں کہ مختلف وحشی اقوام میں بیداری پیدا ہوئی۔ مثلاً وہ قوم جس سے خود میرا تعلق ہے اس کے افراد بھی ایک زمانہ میں بالکل وحشی اور بربریت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ مگر پھر ایک دوران پر ایسا آیا جب ان میں

بیداری پیدا ہوئی

اور وہ ایک طرف جاپان کی حدود تک اور دوسری طرف آسٹریا کی حدود تک ملکوں کو فتح کرتے ہوئے چلے گئے۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عربوں میں بھی ایک وحشی قوم تھی بیداری پیدا ہوئی اور عرب ساری دنیا میں پھیل گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب بھی وحشی کہلاتے تھے۔ وحشی کے معنے ہی وہ لوگ جو شہروں میں نہیں رہتے۔ عرب اقوام بھی اس لئے وحشی کہلاتی تھیں کہ تمدن کی زندگی کے سامانوں سے وہ دور بھاگتی تھیں۔ چنانچہ بائیبل میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو پیشگوئی آتی ہے اس میں آپ کا اور آپ کی قوم کا نام وحشی ہی رکھا گیا ہے۔ غرض ایسے حالات تو ہمیشہ پیدا ہوتے رہے ہیں کہ کوئی وحشی قوم بیدار ہو گئی مگر قرآن کریم کہتا ہے

واذا الوحوش حشرت

ایک زمانہ میں تمام غیر متمدن اقوام میں بیداری کے سامان پیدا کئے جائیں گے۔ یہ ایسی ہی خبر ہے جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری خبر دی کہ مہدی کی علامات میں سے ایک یہ بھی علامت ہے کہ اس کے زمانہ میں سورج اور چاند کو معین تاریخوں میں گرہن لگے گا اور آپ نے فرمایا جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اب کبھی نہیں ہوا کہ سورج اور چاند دونوں کو ایک معین مہینہ اور معین تاریخوں میں گرہن ہوا ہو اسی طرح یہ بھی

ایک ایسی علامت ہے

کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی نبی یا غیر نبی کے زمانہ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یعنی ایسا کبھی نہیں ہوا کہ تمام کی تمام وحشی اقوام میں بیداری پیدا ہو گئی ہو۔ تاریخ میں بے شک اس قسم کی مثالیں تو ملتی ہیں کہ مختلف زمانوں میں مختلف اقوام کی بیداری پیدا ہوئی کسی وقت ساری اقوام میں بیداری پیدا ہوئی۔ کسی وقت ہر ہر قوم میں بیداری پیدا ہوئی یا دو دو قوم دنیا میں ترقی کر گئے یہ مثالیں تو ملیں گی۔ مگر ہر زمانہ میں ہزاروں ہزار قومیں ایسی بھی ملیں گی۔ جن میں بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ اور وہ

جہالت اور تاریکی

میں ہی اپنی زندگی کے ایام بسر کر گئیں۔ اور بیداری کا دور جو دوسری قوموں پر آیا تھا اس میں سے انہوں نے کچھ بھی حصہ نہ لیا۔ لیکن مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق یہ خبر دی گئی تھی۔ واذا الوحوش حشرت اس زمانہ میں

تمام وحشی اقوام میں بیداری

پیدا ہو جائے گی۔

پس یہ علامت صرف موجودہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور یہی وہ زمانہ ہے۔ جس میں وحشی اقوام بھی بیدار نظر آتی ہیں۔ چنانچہ جو بڑے سائنس اور آدی باسی وہ اقوام ہیں۔ جن میں ہمیشہ سے جمود پایا جاتا تھا۔ اور جب سے دنیا کو ہندوستان کی تاریخ کا علم ہے یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان میں کبھی بیداری پیدا نہیں ہوئی ہندوستان کی

ساڑھے تین ہزار سال کی تاریخ

دنیا کے سامنے ہے۔ مگر اتنے لمبے عرصہ میں ان میں کبھی بیداری پیدا نہیں ہوئی۔ لیکن اب دیکھ لو۔ ان میں کیسی بیداری نظر آ رہی ہے۔ کجا تو یہ حالت تھی کہ انہیں اپنے حقوق کا کچھ علم ہی نہیں تھا۔ اور کجا یہ حالت ہے کہ ان کے اندر اس قسم کی زندگی پیدا ہو گئی ہے کہ لوگوں نے ان کا سودا شروع کر دیا ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے بھائی ہیں مسلمان کہتے ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں۔ عیسائی کہتے ہیں یہ ہمارے بھائی ہیں۔ غرض وہ قومیں جن کی طرف کوئی توجہ بھی نہیں کرتا تھا آج ملک کی نگاہیں ان کی طرف لگی ہوئی ہیں اور سب انہیں اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔

لطیفہ مشہور ہے

کہ کسی شہر میں میونسپل کمیٹی کے الیکشن کے موقعہ پر ایک معروف زمیندار کو اس کے دوستوں نے مشورہ دیا۔ کہ آپ بھی الیکشن کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ پہلے تو اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں کھڑا نہیں ہوتا۔ مگر آخر دوستوں کے اصرار پر کھڑا ہو گیا اور چونکہ وہ رئیس تھا سمجھتا تھا کہ مجھے کامیابی میں کوئی مشکل پیش نہیں آ سکتی جب وہ الیکشن کے لئے کھڑا ہوا تو مخالفوں نے اس کے مقابلہ میں ایک اور امیدوار کھڑا کر دیا۔ اور آخر اسے اپنے مخالف کی طاقت بڑھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس زمیندار کے دوست اس کے پاس آئے۔ اور کہا یہ تو بڑی ذلت کی بات ہے کہ آپ رہ جائیں اور مخالف کامیاب ہو جائے اس نے کہا میں تو پہلے ہی کھڑا نہیں ہونا چاہتا تھا۔ تمہارے زور دینے پر کھڑا ہو گیا۔ انہوں نے کہا جو ہونا تھا ہو چکا اب تو عزت کی بات بن گئی ہے ہمیں

اپنا سارا زور صرف کر دینا چاہیئے

کہ مخالف کامیاب نہ ہو۔ چنانچہ انہوں نے خوب کوشش کی۔ اور ووٹ حاصل کئے مگر پھر بھی ۱۰۔ ۱۵ ووٹوں کی کمی محسوس ہوئی آخر انہیں معلوم ہوا کہ ۱۸ ووٹ چوہڑوں کے رہتے ہیں۔ اگر وہ ہمیں مل جائیں۔ تو ہماری کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔ اتفاق کی بات ہے اس زمیندار کے ہاں جو چوہڑا کام کرتا تھا وہی چوہڑوں کا نمبردار تھا۔ جب اس کے دوستوں نے کہا کہ یہ چوہڑوں کے اٹھارہ ووٹ کسی طرح حاصل کریں تو زمیندار کہنے لگا۔ یہ تو کوئی مشکل بات ہی نہیں۔ میں ابھی نمبردار کو بلاتا ہوں چنانچہ اس نے بلانے کے لئے آدمی بھجوایا اس نے کہہ بھیجا کہ چوہدری صاحب میری طبیعت خراب ہے میں اس وقت آ نہیں سکتا۔ حالانکہ

واقعہ یہ تھا

کہ دوسری پارٹی اس سے سودا کر رہی تھی۔ آخر پھر اسکے دوست آئے اور کہا کہ جس طرح ہو یہ ووٹ حاصل کریں۔ ورنہ ہماری کوئی عزت نہیں رہے گی۔ اس نے پھر پیغام بھیجا کہ مجھے ایک ضروری کام ہے جلدی آؤ اور مجھ سے مل جاؤ۔ مگر چوہڑوں کے نمبردار نے پھر اپنے گھر سے ہی کہلا بھیجا کہ میری طبیعت اچھی نہیں میں نہیں آ سکتا۔ جب اسی طرح کئی بار ہوا تو دوستوں نے کہا اب بلانے کا وقت نہیں آپ خود اُسکے پاس پہنچیں چنانچہ چوہدری صاحب اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر چوہڑے کے گھر پہنچے دیکھا تو وہ اندر چارپائی پر لیٹا ہوا تھا اور اس نے لحاف اوڑھا ہوا تھا۔ چوہدری صاحب گئے اور منتیں کرنے لگے کہ اس وقت میں بڑی مشکل میں گرفتار ہوں تم چوہڑوں کے سارے ووٹ مجھے دلواؤ۔ وہ کہنے لگا چوہدری صاحب دیکھئے میں تو بیمار پڑا ہوں۔ میں یہ کام کس طرح کر سکتا ہوں۔ پیچھے سے اس کے دوست اُسے چٹکیاں کاٹیں کہ جس قدر خوشامد کر سکتے ہیں۔ کریں ورنہ ناک کٹ جائے گی۔ اور

دوسری پارٹی جیت جائے گی

اس پر چوہدری صاحب پھر منتیں کرنے لگے کہ دیکھو اس وقت میری عزت صرف تمہارے ہاتھ میں ہے میں جو کچھ کہتا ہوں اسے مان لو۔ اس نے کہا چوہدری صاحب آپ بزرگ آدمی ہیں اور آپ کی عزت میرے دل میں بہت ہے مگر دیکھئے مجھے تپ چڑھا ہوا ہے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا ہوں۔ وہ پھر اس کی خوشامدیں منتیں کرنے لگے۔ دوست بھی اُسے بار بار اشارہ کریں کہ جو کچھ لجاجت ہو سکتی ہے کر لو ورنہ کام خراب ہو جائے گا۔ اس بیچارے نے پھر خوشامدیں شروع کر دیں آخر نمبردار کہنے لگا۔ رات کو میں اپنے ساتھیوں کو بلاؤں گا اور آپ کی بات پر غور کروں گا اس وقت تو میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کے دوست کہنے لگے یہ

رات کا مشورہ

محض بہانہ ہے دوسری پارٹی سے ان کا سودا ہو رہا ہے۔ اسلئے جو کچھ طے کرنا ہے ابھی طے کر لو چنانچہ تنگ آ کر چوہدری صاحب نے اس چوہڑے کے پیر دبانے شروع کر دیئے۔ اور بار بار کہیں چوہدری صاحب کام آپ نے ہی کرنا ہے پانچ سات منٹ اپنے پاؤں دبوا کر وہ چوہڑا کہنے لگا اچھا پھر آپ کی خاطر میں

یہ بات مان لیتا ہوں وہ سٹ آپ کو ہی دیئے جائیں گے۔ تو دیکھو وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کی پیشگوئی

کس شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہوئی

ہے کہ وہ اقوام جن کا سڑکوں پر چلنا بھی دشوار تھا آج ان کے افراد حکومت کے کاموں میں شریک ہو رہے ہیں یہی معنے اس آیت کے تھے کہ وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں تمام کی تمام وحشی اور ادنیٰ اقوام بیدار ہو جائیں گی اور ان میں بھی زندگی کے آثار نظر آنے لگ جائیں گے۔ یہ تو ہندوستان کا حال ہے۔ بیرونی ممالک میں سے

افریقہ کے باشندے

ایسے ہیں جو تہذیب و تمدن سے کوسوں دور تھے اور جن میں ہزاروں سال سے بیداری نہیں پائی جاتی تھی۔ تہذیب کا لہریں مارتا ہوا دریا جب افریقہ کی سنگلاخ زمین تک پہنچتا تو یوں معلوم ہوتا کہ وہ دریا اس کی ریت میں غائب ہو گیا ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۳ء تک مسلمان پہلو بہ پہلو رہتے ہوئے اس میں داخل نہ ہو سکے اور انہوں نے یہاں کی جہالت اور تاریکی کو دور کرنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ بے شک عیسائیت نے اس طرف رُخ کیا مگر عیسائیوں نے اس لئے رُخ نہیں کیا کہ وہ ان اقوام میں اپنے حقوق کے حصول کے متعلق بیداری پیدا کریں بلکہ اس لئے کہ [illegible] پیچھے پیچھے چل جائیں

یہی وجہ ہے

کہ عیسائیت کے ماتحت سو سال میں بھی افریقن لوگوں میں بیداری پیدا نہیں ہوئی یہ حالات اسی طرح چلتے چلے آ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کی پیشگوئی پورا کرنے کے لئے ہمارے دل میں تحریک پیدا کی کہ ہم اپنے مبلغ افریقہ میں بھجوائیں چنانچہ نائیجیریا۔ گولڈ کوسٹ اور سیرالیون میں ہم اپنے مشن قائم کر چکے ہیں۔ اور اب نائیجیریا اور کچھ فرنچ علاقے ایسے ہیں جن میں مبلغ بھجوائے جائیں گے۔ اسی طرح مشرقی افریقہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی بیداری پیدا ہو رہی ہے کہ جس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا چرچ آف انگلینڈ نے ایک مشن اس غرض کے لئے مقرر کیا تھا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ کیا وجہ ہے افریقہ میں

عیسائیت کی ترقی رُک گئی ہے

اس کمیشن نے جو رپورٹ بھیجی ہے اس میں جا بجا [illegible] گیا ہے کہ عیسائیت

کی ترقی کا رکنا محض اس وجہ سے ہے کہ افریقہ میں احمدیہ مشن کثرت سے پھیل گئے ہیں اور ان کا مقابلہ عیسائیت سے نہیں ہو سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ کا یہ ایک بہت بڑا فضل اور احسان ہے کہ اس نے وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کی پیشگوئی کو پورا کرنے کا ہمیں بھی ذریعہ بنا لیا اور ایسے زمانہ میں بنایا جب کہ ہماری تعداد صرف چند لاکھ ہے۔ ہمارے مقابلہ میں دوسرے مسلمانوں کی تعداد چالیس کروڑ ہے۔ چالیس کروڑ بدھ ہیں۔ تیس کروڑ ہندو ہیں اور یہ لوگ اگر چاہتے تو اس طرف توجہ کر سکتے تھے۔ مگر نہ چالیس کروڑ مسلمانوں کو اس امر کی توفیق ملی کہ وہ افریقہ کی اقوام کو تہذیب و شائستگی سے آشنا کریں نہ چالیس کروڑ بدھوں کو اس امر کی توفیق ملی نہ تیس کروڑ ہندوؤں کو توفیق ملی کہ وہ ان ادنیٰ اقوام کو اٹھانے کی کوشش کریں۔ توفیق ملی تو ہماری جماعت کو چنانچہ ہماری جماعت کی طرف سے افریقہ میں متعدد مدارس کھل چکے ہیں اور افریقن لوگوں میں

بیداری کے آثار

نظر آ رہے ہیں۔ بہرحال وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کی پیشگوئی ایک ایسی پیشگوئی ہے جس کے ظہور کی مثال اس سے پہلے اور کسی زمانہ میں نہیں ملتی اور پھر ایک زائد نعمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسباب کی توفیق عطا فرمائی کہ ہم اس پیشگوئی کو پورا کرنے والے بنیں۔ اس طرح وہ تمام مبلغ جو افریقہ میں کام کر رہے ہیں۔ درحقیقت اس پیشگوئی میں شریک ہیں اور ان کے لئے یہ

ایک بہت بڑی فضیلت

کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عمارت کی ایک اینٹ بننے کی توفیق عطا فرمائی جو افریقہ میں اس پیشگوئی کی صداقت کے سلسلہ میں تعمیر ہو رہی ہے۔ ابھی ان علاقوں میں ہمیں اپنی تبلیغ کو وسیع کرنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ سیرالیون نائیجیریا اور گولڈ کوسٹ کی مجموعی آبادی تین کروڑ کے قریب ہے۔ اگر تین ہزار افراد پر ہم ایک مبلغ رکھیں حالانکہ تین ہزار پر ایک مبلغ قطعاً کافی نہیں ہو سکتا۔ تب بھی دس ہزار مبلغین کی ہمیں ضرورت ہو گی۔ ابھی تک وہاں ہمارے صرف ۱۵ - ۱۶ مبلغ ہیں۔ ستر کے قریب مقامی مبلغ ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے مبلغین کی تعداد سو ڈیڑھ سو تک پہنچا دیں تاکہ ایک ایک دو دو مبلغ مختلف علاقوں میں کام کرتے رہیں اور تبلیغ کا کام خدا تعالیٰ کے فضل سے وسیع سے وسیع تر ہو جائے۔ اس موقعہ پر میں ایک بار پھر

جماعت کے نوجوانوں کو تحریک

کرتا ہوں کہ وہ اس عظیم الشان کام میں حصہ لینے کے لئے جس کا قرآن کریم کی پیشگوئی میں ذکر آتا ہے اور ان برکات اور فیوض سے حصہ لینے کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کے لئے مقدر رکھے ہوئے ہیں اپنی زندگیاں وقف کریں تاکہ افریقہ کی مختلف اقوام میں بھی بیداری پیدا ہو اور قرآن کریم کی وہ پیشگوئی جو وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ کے الفاظ میں بیان کی گئی ہے بڑی شان اور عظمت کے ساتھ پوری ہو۔ مجھے افریقہ میں تبلیغ اسلام کی ابتدائی تحریک درحقیقت اس وجہ سے ہوئی کہ میں نے ایک دفعہ

حدیث میں پڑھا

کہ حبشہ سے ایک شخص اُٹھے گا۔ جو عرب پر حملہ کرے گا اور مکہ مکرمہ کو تباہ کرنے کی کوشش کرے گا جب میں نے یہ حدیث پڑھی اُسی وقت میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ اس علاقہ کو مسلمان بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ تاکہ یہ انذاری خبر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹل جائے اور مکہ مکرمہ پر حملہ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہمیں بعض دفعہ منذر رؤیا آتا ہے تو ہم فوراً صدقہ کرتے ہیں جس کا

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ اگر کسی کی موت کی خبر ہمیں ہوتی ہے تو وہ صدقہ کے ذریعہ ٹل جاتی ہے۔ اور صدقہ کے ذریعہ موت کی خبریں ٹل سکتی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر افریقہ کے لوگوں کو مسلمان بنا لیا جائے تو وہ خطرہ جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے نہ ٹل سکے۔ چنانچہ میرے دل میں بڑے زور سے تحریک پیدا ہوئی کہ افریقہ کے لوگوں کو مسلمان بنانا چاہیئے اسی بنا پر افریقہ میں احمدیہ مشن قائم کئے گئے ہیں بے شک خدا تعالیٰ نے بعد میں اور بھی سامان ایسے پیدا کر دیئے جن سے افریقہ میں تبلیغ اسلام کا کام زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا گیا۔ مگر اصل بنیاد افریقہ کی تبلیغ کی یہی حدیث تھی کہ افریقہ سے ایک شخص اُٹھے گا جو عرب پر حملہ کرے گا اور خانہ کعبہ کو گرانے کی کوشش کرے گا (نعوذ باللہ) میں نے

اللہ تعالیٰ پر توکل

کرتے ہوئے اس کے فضلوں کی امید میں چاہا کہ پیشتر اس کے کہ وہ شخص پیدا ہو جس کا احادیث میں ذکر آتا ہے ہم افریقہ کو مسلمان بنا لیں۔ اور اس طرح یہ پیشگوئی آپ ہی ٹل جائے اور بجائے اس کے کہ افریقہ کا کوئی شخص مکہ مکرمہ کو گرانے کا موجب بنے وہ لوگ اسلام کی عظمت کو قائم کرنے اور اس کی شہرت کو بڑھانے کا موجب بن جائیں۔ بہرحال ایک بڑا کام ہے جو ہمارے سامنے ہے سارے افریقہ کی آبادی

تقریباً پندرہ کروڑ کے قریب ہے۔ ان تین کروڑ آبادی میں سے ۲۵ کروڑ کے قریب حبشی ہیں۔ کچھ عربوں اور حبشیوں کی مخلوط نسلیں ہیں۔ اور کچھ خالص حبشی ہیں۔ جو مغربی ساحل سے مشرقی ساحل تک پھیلے ہوئے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ کوئی ان کے پاس آئے اور انہیں ہدایت کا رستہ بتائے۔ عیسائی بے شک اُن میں تبلیغ کرتے ہیں۔ مگر عیسائیوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ ان کو غلام بنائیں اور

ہماری غرض یہ ہے

کہ وہ ترقی کریں اور اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو شائستہ بنائیں۔ وہاں اگر عربی مدارس قائم کئے جائیں اور لوگوں کو عربی زبان سکھائی جائے تو وہ بہت خوش ہوئے اور بڑے شوق کے ساتھ عربی سیکھنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ عربی زبان کے وہ ایسے عاشق ہیں کہ اگر وہ عربی پڑھ لیں تو سمجھتے ہیں کہ جادو ان کے ہاتھ آ گیا ہے چنانچہ ہمارے مبلغین کی طرف سے جو رپورٹیں آتی ہیں اُن میں بار بار یہ ذکر آتا ہے کہ جہاں ہم عربی مدارس قائم کرتے ہیں وہاں لڑکے انگریزی سکولوں کو چھوڑ چھوڑ کر ہمارے مدارس میں داخل ہونے لگ جاتے ہیں اور جب اُن سے پوچھا جاتا ہے کہ تم فلاں مدرسہ کو چھوڑ کر یہاں کیوں آئے ہو تو کہتے ہیں اس لئے کہ عربی پڑھیں وہاں عربی نہیں پڑھاتے اسلئے ہم اُسے چھوڑ کر آ گئے ہیں یہ

خدا تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے

کہ اس نے افریقن لوگوں کے قلوب میں عربی زبان سے ایسی مناسبت پیدا کر دی ہے کہ وہ دوسرے سکولوں کو چھوڑ چھوڑ کر ہمارے سکولوں میں داخل ہونے کے لئے دوڑے چلے آتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں کوئی مال نہیں کوئی اور چیز نہیں جو ان کے لئے دلکشی کا باعث ہو۔ ہم انہیں اپنی طرف کس طرح متوجہ کر سکتے تھے۔ بظاہر ہمارے پاس اُن کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا کوئی سامان نہیں تھا کوئی ایسا ذریعہ نہیں تھا جو ان کے لئے دلکشی کا باعث ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ جو دلوں کے حالات کو جاننے والا ہے۔ اس نے افریقن لوگوں کے لئے عربی مدارس کے اجراء کو ہی بہت بڑی دلکشی کا باعث بنا دیا۔ اور وہ محض ہمارے عربی سکولوں کی وجہ سے اپنے سکولوں کو چھوڑ چھوڑ کر ہمارے پاس آ جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں جس نے عربی پڑھ لی جادو اس کے قبضہ میں آ گیا جس کے ذریعہ وہ ہر قسم کی مصیبتیں اپنے آپ سے دور کر سکتا ہے یہ سامان بھی جو اللہ تعالیٰ نے افریقن لوگوں کو بیدار کرنے کے لئے پیدا کیا ہے۔

یورپ کے متعدد شہروں کی احمدیہ مساجد میں عید الفطر کی تقریب

مختلف ملکوں کے نامور مدبرین، سفارتی نمائندوں اور دیگر اہم شخصیتوں کی شرکت

ہمبورگ مشن کی تقریب کا نظارہ ٹیلیویژن پر بھی دکھایا گیا

مشرق و مغرب کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے احمدیہ مشن ہر سال عید الفطر کی تقریب نہایت اہتمام سے مناتے ہیں۔ ان تقاریب میں نہ صرف وہاں کے نو مسلم احباب ہی شریک ہوتے ہیں۔ بلکہ مختلف ممالک کے غیر مسلم معززین بھی بڑی تعداد میں شریک ہو کر اسلام کا پیغام سننے میں گہری دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ امسال بھی مشرق و مغرب کے ان تمام ممالک میں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مشن قائم ہیں۔ یہ تقریب نہایت اہتمام سے منائی گئی۔ جس کی اطلاعات بذریعہ تار موصول ہو رہی ہیں۔ چنانچہ ہالینڈ کے دار الحکومت ہیگ کی مسجد میں نماز عید محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر عالمی عدالت انصاف نے پڑھائی اور اسلامی تعلیم کی لازوال خوبیوں پر ایک ایمان افروز خطبہ دیا۔ اسی طرح لنڈن ہمبورگ، فرانکفورٹ کی مساجد میں نماز عید وہاں کے امام صاحبان نے اور سوئٹزرلینڈ کے احمدیہ مشن میں وہاں کے مبلغ انچارج صاحب نے پڑھائی اور اپنے خطبات عیدین میں فضیلت، اسلام کے مختلف پہلوؤں اور احمدیت کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ ان سب تقاریب میں یورپین احباب کے علاوہ مسلم ممالک کے سفارتی نمائندوں، مختلف اسلامی ممالک کے سفارتی نمائندوں نے بھی شرکت کی۔ ان سب ممالک کے مقامی پریس نے بھی ان تقاریب میں خاص دلچسپی کا اظہار کیا۔ بالخصوص ہمبورگ مشن کی تقریب کا نظارہ وہاں ٹیلیویژن پر بھی دکھایا گیا۔ ہیگ۔ لنڈن۔ ہمبورگ۔ فرانکفورٹ اور زیورک سے آمدہ تاروں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

دی ہیگ (ہالینڈ)

امام مسجد ہالینڈ مکرم جناب حافظ قدرت اللہ صاحب مطلع فرماتے ہیں۔

"دی ہیگ ۲۲ مارچ یہاں عید الفطر کی تقریب نہایت عمدگی اور خیر و خوبی کے ساتھ منائی گئی۔ نماز عید محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر عالمی عدالت انصاف ہیگ نے پڑھائی۔ آپ نے خطبہ عید میں اسلام کی لازوال تعلیم کے متعدد پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اسلامی اخوت اور مساوات پر خاص زور دیا۔ اور اس امر کو بالصراحت بیان فرمایا کہ عالمی امن کا قیام اسلام کی پیش کردہ تعلیم پر عمل پیرا ہونے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ مہمانوں میں پچاس کے قریب نامور شخصیتیں شامل تھیں۔ اس موقع پر مہمانوں کی تواضع بھی کی گئی اور بعد میں متعدد اسلامی تقریبات کے سلائیڈز بھی دکھائے گئے۔ مقامی پریس نے اس تقریب کو نمایاں اہمیت دی۔"

لنڈن

لنڈن مشن کی طرف سے آمدہ اطلاع مظہر ہے۔

"لنڈن ۲۳ مارچ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد فضل لنڈن میں عید الفطر کی تقریب پورے اہتمام اور کامیابی کے ساتھ منائی گئی۔ پانچ سو سے بھی زیادہ احباب اور معزز مہمانوں نے اس تقریب میں شرکت کی۔ ان میں لنڈن کی متعدد نامور شخصیتیں بھی شامل تھیں۔ جملہ مہمانوں کی خدمت میں دوپہر کا کھانا پیش کیا گیا۔ امام مسجد لنڈن مکرم مولود احمد خان صاحب نے خطبہ عید میں روزوں کی فلاسفی اور ان کی اہمیت پر روشنی ڈالی کہ انسان کے عمل و کردار پر ان کے نیک اثر کو واضح کیا نیز اسلامی تعلیم کے سماجی پہلو کو واضح کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا کہ اسلام رنگ و نسل کے اختلاف اور ذات پات اور طبقاتی تقسیم کو مٹا کر ایک نہایت مربوط خوشگوار سوشل نظام کی بنیاد ڈالتا ہے اور پھر اسے اس رنگ میں پروان چڑھاتا اور ترقی دیتا ہے کہ دنیا صحیح معنوں میں امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے۔ امام صاحب نے خطبہ میں احمدیت کی غرض و غایت پر بھی روشنی ڈالی۔ اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی کامل شفایابی اور درازی عمر کے لئے بھی دعا کی گئی۔"

ہیمبورگ اور فرانکفورٹ (مغربی جرمنی)

امام مسجد ہیمبورگ مکرم چوہدری عبد اللطیف صاحب بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں:

"ہمبورگ ۲۲ مارچ۔ ہمبورگ اور فرانکفورٹ کی احمدیہ مساجد میں عید کی تقریب نہایت کامیابی سے منائی گئی۔ ہر دو مقامات پر مسلم اور غیر مسلم احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ نماز میں نہ صرف جرمنی کے مسلم احباب نے بلکہ متعدد اسلامی ملکوں کے باشندوں نے شرکت کی۔ ہمبورگ کی تقریب میں متحدہ عرب جمہوریہ اور لبنان کے بعض سفارتی نمائندے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ پریس کے نمائندوں نے ہر دو مساجد کی تقاریب کے متعدد فوٹو لئے۔ بالخصوص مسجد ہمبورگ کی تقریب کا نظارہ ٹیلیویژن پر بھی دکھایا گیا۔"

زیورک (سوئٹزرلینڈ)

زیورک مشن کی طرف سے آمدہ اطلاع مظہر ہے:

"زیورک ۲۲ مارچ۔ یہاں بفضلہ تعالیٰ عید الفطر کی تقریب کامیابی سے منائی گئی۔ سوئٹزرلینڈ کے نو مسلم احباب کے علاوہ مصر، شام، ایران، پاکستان اور بھارت کے مسلمان احباب نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔ سوئٹزرلینڈ مشن کے مبلغ انچارج مکرم جناب شیخ ناصر احمد صاحب نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ عید میں انسانی زندگی کے متعلق اسلام کے بیان کردہ نظریئے اور تمدن پر روشنی ڈالی۔ اس تقریب کے موقع پر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک شخص نے اسلام قبول کیا۔"

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں

جو دوست اخبار بدر میں اشاعت کیلئے اپنا کوئی مضمون یا رپورٹ ارسال فرماتے ہیں انکی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ یہ اخبار ہفتہ میں ایک بار شائع ہوتا ہے جس قدر مضامین کی گنجائش ہر پرچہ میں نکل سکتی ہے وہ شائع ہو جاتے ہیں اور باقی دوسرے پرچہ کیلئے رکھ لئے جاتے ہیں اس لئے مرسلہ مضمون کے بلا اشاعت رہ جانے کے باعث ملول نہ ہوں کہ ایسی تاخیر ناگزیر صورت میں پیش آجاتی ہے۔ نیز مضمون نگار حضرات اپنے مضامین صفحہ کے نصف حصہ پر موٹا موٹا لکھا کریں۔

اب ہمارا کام ہے

کہ ہم اس سامان سے فائدہ اٹھائیں اور افریقہ میں علم اور تہذیب اور شائستگی نہایت وسیع طور پر پھیلا دیں۔ دنیا میں ہر نیک سے نیک کام کی توجیہہ ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر ہم افریقہ میں تہذیب و تمدن قائم کر دیں۔ اگر ہم افریقہ میں علوم و فنون کے چشمے جاری کر دیں اگر ہم افریقہ میں ایک نئی روح اور ایک نئی زندگی پیدا کر دیں تو دنیا ہمارے اس کام کی سوائے اس کے اور کوئی توجیہہ نہیں کر سکے گی کہ افریقہ میں کام کرنے والی ایک مومن جماعت تھی جس نے اپنے نفسوں کو فدا کر کے ایک نئی دنیا پیدا کر دی خواہ افریقہ ہمارے لئے۔

تبلیغ کا ایک بہت بڑا میدان ہے

اور بھی مختلف ممالک مختلف حیثیتوں سے ہمارے لئے نہایت اہمیت رکھتے ہیں۔ مثلاً عرب ہمارے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ اس نقطہ نگاہ سے کہ عرب ہمارا مرکز اور ہمارا ہادی ہے۔ ہم نے عرب سے ہدایت پائی۔ ہمیں عرب سے قرآن پہنچا اور اب ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں تک احمدیت کا نام پہنچائیں۔ مگر اس نقطہ نگاہ سے کہ دنیا میں ایک بہت بڑا براعظم خالی پڑا تھا اور اس پر تہذیب و تمدن کا دور کبھی نہیں آیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ اس براعظم میں بھی

تہذیب و تمدن کا دور

قائم کرے۔ افریقہ میں تبلیغ اسلام کوئی معمولی مسئلہ نہیں بلکہ بہت بڑی اہمیت رکھنے والا مسئلہ ہے اگر ہماری جماعت اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جائے تو کم سے کم اس دلیل کے آگے دشمن بول نہیں سکتا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری جماعت کے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو اپنی زندگیاں وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور پھر کام کرنے والوں کو ایسے رنگ میں کام کرنے کی ہمت بخشے کہ وہ اپنا گزارہ بھی آپ ہی پیدا کر سکیں۔ وہ لوگ بیوقوف ہوتے ہیں۔ جو اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر یہ اندازہ لگاتے ہیں کہ ان کے پاس خرچ کے لئے کس قدر رقم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کا گزارہ اس کے دماغ میں پیدا کیا ہے اگر وہ اس خزانہ کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس خزانہ کی طرف اپنا ہاتھ نہیں بڑھاتا تو ناکام رہتا ہے۔ اس کے گھر میں سامان موجود ہوتا ہے مگر وہ اپنی نادانی سے ادھر ادھر بھاگتا پھرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے

کہ وہ ہمارے نوجوانوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ نہ صرف وہ اپنے گزارے چلا سکیں بلکہ دوسرے ممالک کے مبلغین کی امداد کر سکیں اور ان کے تبلیغی کاموں میں ان کا ہاتھ بٹا سکیں۔

(الفضل ۲۳ فروری ۲۵ء)

ضمیر کی آواز — اور — مولانا سید ابوالحسن ندوی صاحب

(از مکرم مولوی عبدالحق صاحب مولوی فاضل مبلغ رانچی)

مولانا سید ابوالحسن صاحب ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور رکن عربی اکاڈمی دمشق کا مقالہ ایک ہفت روزہ "الکلام" پٹنہ میں بعنوان "اٹھ کہ خورشید کا سامان سفر تازہ کریں" شائع ہوا ہے۔ جو اس وقت زیر نظر ہے مقالہ کی تقسیم دو حصوں میں ہو سکتی ہے۔ حصہ اول میں دور حاضر کے مسلمانوں کی نظر و فکر کی خامی اور ان کے زوال و انحطاط پر نوحہ و ماتم کیا گیا ہے۔ دوسرے حصہ میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کو غیر شعوری طور پر نبوت کے ساتھ مربوط کر کے حضرت موسےٰ علیہ السلام کا پورا واقعہ استشہاد کے طور پر پیش کر کے قوم مسلم کو اسی کی جھلکیاں دکھائی گئی ہیں۔

اے کاش مولانا ضمیر کی اس پکار کو ... سنیں جو "قلم" کے دبیز پردوں کو چاک کرتی ہوئی منظر عام پہ آگئی ہے اور اسی نقطۂ نگاہ سے دور حاضر میں حقیقت و صداقت کو تلاش بھی کریں۔

انداز فکر

دور حاضرہ کے مسلمانوں کی کسمپرسی و بےبسی کا نقشہ مولانا ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

"ہمارا یہ حال ہے کہ ہم مغرب سے آنکھیں ملانے کا تصور نہیں کر سکتے۔ اور اگر کبھی ہم اپنی دانشمندی و دوراندیشی اور علم و مطالعہ و تجربہ سے نظریں بچا کر اس کی مخالفت کا تصور دل میں لاتے بھی ہیں۔ تو ہم اپنے امکانات و وسائل اپنی مادی قوت و طاقت عسکری صلاحیت اور جنگی انتظام کا جائزہ لینے لگتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ جدید ایجادات اور ایٹمی آلات حرب میں ہمارا کیا حصہ ہے؟ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم پر یاس و حرمان نصیبی اور اپنی خوبیٔ قسمت کا احساس طاری ہو جاتا ہے۔ ہم سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم دنیا میں ضعف و پستی اور ذلت و خواری ہی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ ہماری اپنی کوئی زندگی نہیں۔ ہم مغربی قوموں کے حاشیہ بردار اور دست نگر ہی بن کر زندگی گزار سکتے ہیں۔ زندگی کی اس دوڑ میں خود ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے۔ ہم دنیا کے اس اسٹیج پر کوئی اہم پارٹ ادا نہیں کر سکتے۔ ہماری قسمت میں یہی مقدر ہے کہ ہم مغرب کے دو حریف "خاندانوں" میں سے کسی ایک کے ساتھ اپنی قسمت وابستہ کر دیں۔ اور اس کے رحم و کرم پر زندگی گزاریں۔

یہی انداز فکر ہے جو آج تمام عالم اسلام پر چھایا ہوا ہے۔ تمام مسلم اقوام و مسلم ممالک اس کے شکار ہیں۔ کیا عرب کیا عجم ہر جگہ یہی ذہن کام کر رہا ہے۔ ممالک عربیہ سے لے کر پاکستان، انڈونیشیا و ترکی تک کے مسلمان اسی طرز پر سوچنے کے عادی ہو گئے ہیں ہندوستان، چین، سیام، و برما (جہاں مسلمان اگرچہ اقلیت میں ہیں۔ لیکن کثیر تعداد میں ہیں) اس سے آگے ایک حرف نہیں سوچتے۔ اسی اندازِ فکر کو اس وقت تمام اسلامی دنیا میں صحیح دانشمندی اور علمی انداز فکر کو سمجھا جاتا ہے۔ اور یہی بلند سے بلندتر پروازِ فکر ہے"

(الکلام پٹنہ ۲ جنوری سنہ ۶۱ء)

نوحہ و ماتم

"کوئی امت جس کا سرمایہ امید اور منتہائے علم و نظر محض اسباب و خواص اشیاء ہی ہو۔ جو مادیات و محسوسات اور ساز و سامان اور اس کی کثرت و فراوانی ہی پر سارا دار و مدار و انحصار سمجھتی ہو۔ جس کا یقین ان اشیاء عالم و مادیات عالم سے آگے کسی چیز پر نہ ہو اور پھر جس چیز پر اس کا یقین و ایمان ہے۔ اس میں وہ دیوالیہ بھی ہو — تو اس کے لئے مایوسی و افسردگی اور نوحہ و ماتم کے اور کیا ہے؟ اس کی ناامیدی و یاس کا کیا ٹھکانا جس کے درد کی دوا موت کے سوا کچھ نہ ہو سہ

تھیر مرنے پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اس کی دیکھا چاہیئے"

(الکلام پٹنہ ۹ جنوری سنہ ۶۱ء)

وحی آسمانی

اسقدر ناامیدی اور اظہارِ قنوطیت کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس فتنۂ عظیم کا انسداد اور اس دردِ لا دوا کا کوئی علاج بھی ہے یا نہیں؟ مولانا خود ہی یہ سوال اُٹھاتے اور اس کا جواب دیتے ہیں۔

"آپ سوال کریں گے کہ ایسی بھی کوئی جماعت ہو سکتی ہے جو اپنے گرد و پیش سے آنکھیں بند کر کے سوچ سکتی ہو۔ اور اگر ہو بھی سکتی ہے تو پھر وہ کامیاب و بامراد بھی ہو سکتی ہے؟ آپ تاریخ کی کوئی مثال اور کوئی عملی نمونہ چاہیں گے ذرا ماضی کے اوراق اُلٹیے اور "صحف صادقہ" اور وحی آسمانی کی طرف کان لگایئے"۔

(" " ")

ممکن تھا کہ مولانا دور حاضرہ کی کسی دوسری تحریک و جماعت کو پیش کر کے اپنے سوال کا جواب مکمل کر دیتے۔ مثلاً مولانا آزاد کی قائم کردہ جماعت "حزب اللہ" علامہ مشرقی کی خاکسار پارٹی" "مجلس احرار" اور "مولانا عطاء اللہ شاہ" "اسلامی جماعت" اور مولانا مودودی یا مولانا کی اپنی تخلیق نوزائدہ "جماعت تبلیغ و اصلاح" وغیرہ متعدد جماعتوں اور ان کے موسسین میں سے کسی ایک کا نام پیش کر سکتے تھے۔ جو چودھویں صدی میں اکبریں اور قوم مسلم کی رجعت قہقری میں اضافہ پیدا کر کے دم بخود ہو گئیں۔ لیکن مولانا نے خود ہی ایسی جماعت کے ساتھ "کامیابی و بامرادی" کی شرط بڑھا کر ان سب جماعتوں پر خط تنسیخ کھینچ دیا ہے۔

بامراد جماعت

درحقیقت ایسی جماعت زمینی تدبیروں سے قائم نہیں ہوا کرتی بلکہ اسکی اولین اینٹ "وحی آسمانی" پر استوار ہوتی ہے اور قرآن کریم میں بھی حتمی وعدہ تائید و نصرت فی الحیٰوۃ الدنیا ایسی ہی آسمانی جماعت کے ساتھ بتلایا گیا ہے۔ فرمایا

انا لننصر رسلنا والذین
امنوا فی الحیٰوۃ الدنیا
(القرآن الحکیم) یعنی یقیناً یقیناً
ہم اسی زندگی دنیوی میں اپنے
رسولوں اور ان پر ایمان لانے
والوں کی تائید و نصرت کریں گے۔

امکان نبوت

مولانا سید ابوالحسن صاحب ندوی نے بھی اپنے مقالہ کی تکمیل کے لئے آج سے اڑھائی ہزار سال قبل کی ایک جماعت بنی اسرائیل اور اس کے موسس حضرت موسےٰ علیہ السلام نبی اللہ کا واقعہ نہایت شرح و بسط سے پیش کر کے بزبان حال ضرورت نبوت کا اقرار کر لیا ہے چنانچہ مولانا موصوف قرآن پاک کی روشنی میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالےٰ کی معجزانہ تائید و نصرت بیان کرتے ہوئے آخر میں نتیجہ نکالتے ہیں کہ:

"اگر مصر کے آج کے مفکرین اور سیاستدانوں کی طرح بنی اسرائیل کے صرف ایک مفکر لیڈر ہوتے اور اسی طرح سوچتے جس طرح آج کے سیاستدان و مفکر سوچتے ہیں .....

....

....

نتیجہ یہ ہوتا کہ نہ ایمان کی ہوا چلتی نہ صلاح اور تقویٰ کے باغ لگتے نہ اخلاق ہوتے نہ اعمال ہوتے نہ شرافت ہوتی نہ انسانیت۔

لیکن یہ ہوتا کیسے موسےٰ قومی رہنما نہیں تھے جو ان کی رہنمائی کی جاتی تھی وہ نبی تھے ان کے سامنے اللہ کی ہدایتیں اور ان ہدایتوں پر عمل کرنے پر اسکی طرف سے نتائج و انعامات کے وعدے تھے وہ ایک داعی تھے اور اللہ کے دین کے مبلغ تھے ان کا طرز فکر و عمل مبلغین و اہل دعوت کا تھا اور فکر و عمل کا یہ وہ طریقہ ہے جس کے بار ہا تاریخ کے دھارے بدل دیئے ہیں یہ وہ طاقت ہے جسکی کرشمہ سازی سے عجائب و خوارق کا ظہور ہوا ہے۔ جس نے بار ہا عقل و دانش کو دم بخود کر دیا ہے"۔

نبی کے طالب

سطور بالا کے ساتھ ساتھ مولانا مودودی کی ایک تحریر بھی ملاحظہ فرمایئے۔ آپ فرماتے ہیں:-

"اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کے لئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو، جس کے سارے پہلو نوری ہی نوری ہوں۔ دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اسکی زبان گدی سے کھینچ لینے کے لئے تیار ہو جائیں گے مگر اندر سے انکے دل ایک نبی مانگتے ہیں اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں"۔

(ترجمان القرآن بابت دسمبر جنوری سنہ ۴۲ و ۴۳ء صفحہ ۲۰۶)

زیر بحث مقالہ میں مولانا مودودی کی تحریر کی حرف بحرف تائید کر دی گئی ہے۔

وزنی سوال

مولانا سید ابوالحسن صاحب کے اس مقالہ پر ایک بڑا اہم وزنی سوال یہ پڑتا ہے کہ دور حاضر کے مسلمانوں (باقی صفحہ پر)

اورنگ آباد کی پن چکی!

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

جتنے آثار قدیمہ کے مناظر دیکھے
ان میں کثرت سے ہیں آثار مسلمانوں کے

یہ ناممکن ہے کہ ایلورا اجنٹا اور دولت آباد کا گھوکا ماندہ سیاح اورنگ آباد کی پن چکی دیکھے اور اس کی طبیعت ہشاش و بشاش نہ ہو۔ وہ پن چکی جو کسی بزرگ کے فیض رواں کی طرح جاری وساری ہے جسے دیکھ کر طبیعت میں شگفتگی اور روح میں بالیدگی آتی ہے۔ جہاں فطرت کا مغنی "جل ترنگ" کے نغموں سے دلوں کو تازگی بخشتا ہے۔ جو ہنرکنی کا ایک نادر نمونہ۔ آب رسانی کا حکیمانہ سلسلہ اور فن تعمیر کی انوکھی مثال ہے۔ جہاں بیٹھ کر انسان عہد ماضی کی عظمت میں گم ہو جاتا ہے۔

پن چکی کا منظر پانی کی ایک سفید چادر جو ۱۵ فٹ کی بلندی سے گرتی ہے۔ چاندی کی طرح صاف وشفاف اور شاعر کے خیالات کی طرح نرم و نازک فطرت کی یہ رقاصہ چار میل کی مسافت سے سیاحوں کا استقبال کرنے آتی ہے۔ اور ناچتی گاتی۔ کھیلتی کودتی اور تشنہ لبوں کو سیراب کرتی آگے نکل جاتی ہے۔ جس کے زور روانی سے پتھر کی چکی میں بھی جان آجاتی ہے۔ اور وہ جھوم جھوم کر فطرت کی مہربانیوں کے گیت گانے لگتی ہے۔ نہیں معلوم یہ کہاں سے آتی اور کون سی طاقت اس کو دھکیل کر فطرت سے ملاحت میں لاتی ہے۔ مچھلیوں کی دہ دلربا ادائیں جو تنگنائے آب سے نکلنے کے لئے بیتاب ہیں۔ جن سے پانی کی سطح پر ہمیشہ قوس قزح کے حسین نقوش ابھرتے رہتے ہیں جنہیں دیکھ کر زندگی کروٹ بدلتی ہے۔ اور دل میں احساسات کی نئی کسک پیدا ہوتی ہے۔ کتنا حسین وخوشگوار منظر ہے پن چکی کا۔ زندگی ایک نیا روپ بدلنا چاہتی ہے۔

ملک عنبر اورنگ آباد جس کا پرانا نام کھڑکی بتایا جاتا ہے کبھی زمانہ میں معمولی اور ہندوستانیوں کی توجہات کا مرکز تھا مگر اس شہر کو تاریخی حیثیت ۱۶۱۰ء میں حاصل ہوئی۔ جب مرتضیٰ نظام شاہ ثانی والئی احمد نگر کے وزیر ملک عنبر نے اسے اپنا دارالسلطنت بنایا۔ چاند بی بی سلطانہ کے قتل کے بعد جب ملک عنبر نے اپنی بادشاہی کا اعلان کیا اور اپنی راجدھانی احمد نگر سے اورنگ آباد کی طرف منتقل کی۔ اس وقت وہاں مسلمانوں نے فن تعمیر میں ایک تخلیقی صلاحیت کا مظاہرہ کیا اور وہ ہے ان کا "نظام آب رسانی"۔

ملک عنبر کی نہر مسلمانوں کی آمد سے پہلے ہندوستان میں دریا۔ کنوئیں۔ تالاب اور باولیوں کے علاوہ پانی کے لئے کسی اور نظام کا پتہ نہیں ملتا۔ لیکن جب مسلمان یہاں آئے تو ان کے پاس آب رسانی کا ایک مکمل نظام تھا۔ فیروز شاہ کے عہد میں جمنا سے کاٹ کر دہلی جو نہر لائی گئی اسکی تفصیل تاریخ فیروز شاہی میں موجود ہے۔ گلبرگہ۔ بیدر اور گول کنڈہ میں بادشاہوں نے جو نہریں بنائیں ان کے آثار ابھی تک باقی ہیں۔ لیکن ملک عنبر کی نہر ان تمام نہروں میں ممتاز ہے۔ یہ پہلا حبشی نژاد مسلمان بادشاہ ہے۔ جس نے اپنے نظام آب رسانی سے عوام کو فائدہ پہنچانا چاہا۔ اس سے پہلے سلاطین اور امراء نے جتنی نہریں بنائیں ان سے صرف شاہی محل یا امراء سلطنت کے گھرانے مستفید ہوتے تھے۔ مگر ملک عنبر نے رفاہ عام کی بنیاد پر نہر تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا۔ کہتے ہیں کہ یہ ملک عنبر کا اتنا بڑا کارنامہ ہے جس کی نظیر ماضی کی تاریخ پیش کر سکتی ہے نہ حال کی۔ آج اورنگ آباد کی آبادی ایک لاکھ کے لگ بھگ ہے۔ مگر تمام سائنسی ذرائع کے باوجود بعض اوقات پانی کی قلت محسوس ہوتی ہے۔ ملک عنبر کے زمانہ میں وہاں کی آبادی دو لاکھ سے زیادہ تھی۔ اور ہر گھر پانی سے پلی تمل رہتا تھا۔ آج یہ حقیقت افسانہ معلوم ہوتی ہے۔ لیکن تاریخ اسکی شہادت دیتی ہے۔ اہل شہر اس زمانہ کے گن گاتے ہیں۔ اور پرانے آثار زبان حال سے اس عہد کی روداد سناتے ہیں۔

مسلمانوں کا نظام آب رسانی مسلمانوں نے آب رسانی کا جو نظام قائم کیا۔ اس کی کامیابی کا سارا مدار پانی کے زور اور دباؤ کے راز کی دریافت پر تھا لوگوں کو ہر جگہ پانی کے نقل وحمل کی ضرورت رہتی ہے۔ پہلے انسان ذخیرۂ آب سے ڈول یا مشکیزہ یا اور کسی برتن کے ذریعہ پانی نکالتا اور ادھر ادھر لے جاتا۔ تاریخ دان کہتے ہیں کہ ہندوستان میں مسلمانوں سے پہلے جو باغبانی کا رواج نہیں تھا اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ پانی کے زور اور دباؤ کے راز سے ناواقف تھے۔ وہ نشیب و فراز پر یکساں دباؤ کے ساتھ پانی پہنچانا نہیں جانتے تھے۔ مگر مسلمانوں کو اس کا علم تھا۔ اور انہوں نے اسکے ذریعہ بعض اوقات بڑے حیرت انگیز کارنامے کئے۔

مسلمانوں کی نہر سازی کی بہت سی تفصیلات معلوم ہو چکی ہیں۔ لیکن بعض باتیں ایسی ہیں جو ابھی تک دریافت طلب ہیں۔ آج کل گرمی میں اورنگ آباد کی پن چکی کی نہر میں وہ روانی نہیں رہتی۔ جو برسات اور جاڑے میں رہتی ہے۔ مگر پہلے یہ بات نہیں تھی پہلے بارہ مہینے پانی کی روانی یکساں رہتی تھی۔ موسم گرما میں پانی کی مقدار اور اسکی روانی میں زور وقوت پیدا کرنے کے لئے ایک خاص انتظام کیا گیا تھا۔ نہر کی زیریں سطح میں جا بجا سوراخ ہیں۔ جن سے پانی آب گیر کی طرف منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اور پانی کی مقدار زیادہ ہونے کی صورت میں نالے پر اتنا دباؤ نہیں پڑتا کہ وہ پھٹ جائے۔ گرمی میں وہ سوراخ بند کر دیئے جاتے تھے۔ اور پانی کی روانی کے زور میں کمی نہیں آتی تھی۔ مگر آج کل کسی کو ان سوراخوں کا پتہ نہیں۔ اسی طرح ابھی تک پانی گرم رکھنے کا راز بھی معلوم نہیں ہو سکا لیکن ان کی نہر سازی کی جو کیفیت معلوم ہو سکی ہے وہ بیان کرتا ہوں۔

نہر سازی کا طریقہ نہر بنانے کا طریقہ یہ تھا کہ پہاڑ کے دامن میں کسی اونچی جگہ پر ایک بڑا سا کنواں کھودتے تھے۔ پھر اس کی سطح آب سے ایک گز نیچے سے ایک نہر نکالتے تھے۔ تھوڑے فاصلہ پر ایک اور کنواں کھود کر یہ نہر اس میں ڈالتے پھر اس کنوئیں میں بھی ایک گز سطح آب کے نیچے سے نہر نکالتے اور اس طرح پانی شہر تک لایا جاتا تھا۔ نہر ذخیرہ آب کے نیچے ہوتی۔ اس پر ہزاروں من پانی کے بوجھ کا دباؤ پڑتا۔ اس لئے اس کی روانی میں قوت پیدا ہوتی اور وہ پانی پستی سے بلندی پر چڑھ جاتا۔ مسلمانوں نے اس طریقہ سے بڑے بڑے حوض بھرے۔ فوارے جاری کئے اور پانی کے بہاؤ میں جھرنوں کی سی گنگناہٹ پیدا کی۔ جس سے باغ لہلہا اٹھے۔ اور شہریوں کی زندگی خوشگوار ہو گئی۔

پن چکی کی نہر ۱۶۱۰ء میں جب ملک عنبر نے کھڑکی (اورنگ آباد) کے قریب فتح نگر بسایا (جس کو عہد اورنگ زیب سے اورنگ آباد کہتے ہیں) تو وہاں اسی طریق سے رفاہ عام کے لئے ایک نہر بنائی۔ جو اورنگ آباد کی سب سے بڑی نہر کہلاتی ہے۔ اس کا پانی ہر گھر تک پہنچانے کے لئے جا بجا نہریں کھود کر کھلے حوض کھودے گئے۔ اس کے بعد مختلف ادوار میں اور چودہ چھوٹی بڑی نہریں بنائی گئیں جن سے سارا شہر سیراب ہوتا تھا۔ تاہم اہمیت کے لحاظ سے ملک عنبر کی نہر کے بعد پن چکی کی نہر کا نمبر آتا ہے۔

پن چکی اورنگ آباد کی کھام ندی کے کنارے کھڑے ہوئے ایک پختہ دیوار دکھائی گئی اور بتایا گیا کہ اس کے اندر پن چکی کی نہر بہہ رہی ہے۔ یہ نہر زمین دوز ہے اور پختہ دیواروں سے بند اورنگ آباد سے چار میل کے فاصلہ پر اس نے ایک کنوئیں کا پتہ لگایا ہے۔ یہ نہر جب پن چکی کے قریب آتی ہے تو اس کا پانی ٹنک نمبر دس پندرہ فٹ اونچی ایک سہ دری پر چڑھ جاتا ہے۔ اس کی دیوار پر ایک ڈھلوان نالی بنی ہے۔ وہاں سے پانی اس کمرے کی طرف دوڑتا ہے جہاں پتھر کی چکی رکھی ہے۔ وہ چکی ایک لوہے میں نصب ہے اور لوہے میں ایک پنکھا لگا ہے۔ پانی اس پنکھے کے بازوؤں پر گرتا ہے اور اس کو اپنے زور سے آگے کی طرف دھکیلتا ہے جس سے وہ پنکھا گھومنے لگتا ہے اور اوپر چکی چلنے لگتی ہے۔ یہ چکی پانی کے زور سے چلتی ہے اس لئے اس کو پن چکی کہتے ہیں۔ ہندوستان میں اورنگ آباد کے سوا کہیں پن چکی نہیں پائی جاتی۔ باقی پانی اس سہ دری سے ایک آبشار کی صورت میں تالاب میں گرتا ہے۔ اندازہ ہے کہ ۲۴ گھنٹوں میں آٹھ لاکھ گیلن پانی گرتا ہے۔

پن چکی کی افادی حیثیت ہندوستان میں جتنے آثار قدیمہ پائے جاتے ہیں۔ اگر کسی میں آج بھی مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی طاقت ہے تو وہ یہی پن چکی ہے۔ یہ پہلے کی طرح آج بھی انسان کی خدمت کے لئے تیار ہے۔ افسوس کہ آج آٹا پیسنے کی مشینوں میں اس کی قدر و قیمت گم ہو گئی۔ پہلے آس پاس کے لوگ اس چکی سے آٹا پیستے تھے۔ جو علاوہ پاک صاف ہونے کے زیادہ قوت بخش بھی ہوتا تھا۔

پن چکی کی اس نہر سے اور بھی بہت سے کام لئے گئے ہیں۔ کم سے کم اتنا تو ضرور ہے کہ اس احاطہ کو جنت کا ایک خطہ بنانے کی ضرور کوشش کی گئی ہے۔ اس حوض کے علاوہ جہاں نہر آبشار بن کے گرتی ہے۔ ایک اور حوض ہے جس میں اسی نہر کے بیس فوارے لگے ہیں۔ جن سے ہر وقت پانی کی باریک دھاریں اچھل اچھل کے نکلتی رہتی ہیں۔ اس حوض کے نیچے ایک تہ خانہ ہے جس کی فضا ہمیشہ معتدل رہتی ہے۔ کہتے ہیں کہ اسی احاطہ میں پہلے پھولوں اور پھلوں سے لدا ہوا ایک باغ بھی تھا یا بارہ دری ہے جو سیاحوں اور مسافروں کی آرام گاہیں ابھی تک ہیں اور ایک مسجد بھی ہے۔ جو حسن۔ نفاست اور دیدہ زیبی میں اپنی خوبیوں سے کسی طرح کم نہیں۔

پن چکی کی اس نہر کے ساتھ بہت سے بزرگان امت کی تاریخ بھی وابستہ ہے۔ خود یہ نہر بھی ایک بزرگ کے جذبۂ خدمت خلق کا ایک ظہور ہے۔

بابا مسافر شاہ بابا مسافر شاہ جن کا اسی احاطہ میں مزار ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک بزرگ سرسبد ہیں۔ پن چکی اور اس کی نہر آپ نے ہی بنائی ہے اور فیض روحانی کی طرح مادی فیض کا ایک چشمہ بھی اپنی یادگار کے طور پر چھوڑا ہے۔ بابا مسافر شاہ کو تعمیرات کا بڑا شوق تھا۔ اسی شوق نے آپ سے اس نہر کی تعمیر کرائی۔ یہ نہر دو سال کی مسلسل محنت کے بعد تیار ہوئی۔ اس کی تاریخ تعمیر اس مصرعہ سے نکالی گئی ہے۔

"خوش زدہ لے چشمۂ آب حیات"

یعنی ۱۱۰۵ھ میں یہ نہر مکمل ہوئی۔ اور سوا دو سو سال سے اسی طرح رواں دواں ہے۔ اس عرصہ میں صرف دو بار اسکی مرمت ہوئی ہے کیا کمال تھا ان کا فن تعمیر۔

رابعہ دوران کا مقبرہ اورنگ آباد میں پن چکی کے بعد دوسری قابل دید یادگار حضرت اورنگ زیب کی چوتھی بیوی رابعہ دوراں کا مزار ہے۔ جو آگرے کے تاج محل کی نقل مطابق اصل ہے میں یہ مزار دیکھ کر حیران ہو گیا کہ اس عہد کے معمار کسی عمارت کی نقل اتارنے میں بھی کیسی دستگاہ رکھتے تھے حالانکہ تاج محل آگرہ کی نقل آج بھی دشوار سمجھی جاتی ہے

دولت آباد کا قلعہ میں نے یہاں دولت آباد کا وہ پُر اسرار قلعہ بھی دیکھا۔ جسے سلطان علاء الدین خلجی نے فتح کیا اور جس کو سلطان محمد تغلق نے اپنا پایۂ تخت بنانے کے لئے تمام اراکین سلطنت اور اہالیان دہلی کے ساتھ سات سو میل کا سفر کیا تھا۔ اس کی ایک ہزار چھیاسی فٹ والی انتہائی بلند چوٹی پر بھی چڑھا اور وہاں وہ دیو ہیکل توپ دیکھی جس کے وہاں تک چڑھانے اور رکھنے کی حکمت ابھی تک سمجھ نہیں آئی۔ وہاں جنگی قلعہ کے اور بھی بہت سے اسرار دیکھے۔

مرقد اورنگ زیب پھر خلد آباد آیا۔ جہاں ہندوستان کا وہ مغل تاجدار ابدی نیند سو رہا ہے جس کے مدح و ذم دونوں میں غلو کیا گیا ہے۔ جس نے اپنی آخری آرام گاہ کی تعمیر پر صرف ساڑھے پندرہ روپے خرچ کرنے کی وصیت کی تھی۔ خواجہ زین الدین۔ خواجہ برہان الدین اور خواجہ منتخب الدین رحمہم اللہ کے مزار پر حاضر ہوا۔ اور وہاں کھڑے ہو کر خدا سے وہی چیز مانگیں جو اس جگہ مانگی جا سکتی ہیں۔ ساتھ ہی اجنتا کی وہ مسجد دیکھی جسے سیاحوں نے نظر انداز کر دیا ہے۔ [illegible] میں تعمیر یہ [illegible] کی مسجد کا مقصد [illegible]

پھر اورنگ آباد میں بیٹھ کر تاریخ احمدیت پر غور کیا شہزادہ عبد المجید شہید اور ان کے فرزند منظور الحق رحمہا اللہ کی روح پر فتوح پر درود و سلام بھیجا۔ سید عبد الہادی صاحب کے جذبۂ تبلیغ کے بار آور ہونے کی دعا کی۔

تین تہذیبوں کا اختلاط دکن ایک ایسا خطہ ہے جہاں ہندوستان کی تین عظیم قوموں کے تہذیبی ورثے جگہ جگہ موجود ہیں۔ ہر تہذیب سیاحوں کا دامن دل اپنی طرف کھینچتی ہے۔ ایلورا اور اجنتا کی [illegible] غاروں سے نکل کر طبیعت خود بخود بی بی کے مقبرہ اور مسجد پن چکی کی طرف مائل ہوتی ہے۔ جہاں انسانی تہذیب کی یادگار زیادہ ترقی یافتہ اور [illegible] صورت میں جلوہ گر ہے۔

گو شش ماضی کا یہ اختلاط مستقبل کے اتحاد کی بشارت ہو۔

یوم مسیح موعودؑ کی مبارک تقریب پر

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مختلف مقامات میں کامیاب جلسے

مدراس

مورخہ ۲۷ مارچ بروز اتوار اسلامک سنٹر میں بعد نماز عصر "یوم مسیح موعودؑ" منانے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس کی صدارت کے فرائض خاکسار نے انجام دیئے۔ اس اجلاس کی ابتدا تلاوت قرآن مجید سے ہوئی۔ جو مکرم محمد رفیق صاحب نے کی۔ بعد ازاں عزیزم کمال پاشا صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام سنایا۔ پہلی تقریر مکرم مرزا عبد الرحمن بیگ صاحب کی تھی۔ انہوں نے قرآن و حدیث سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر روشنی ڈالی۔ ان کے بعد مکرم حکیم اللہ صاحب زنجان نے حضرت مسیح موعود اور تعلق باللہ پر تقریر کی۔ آخر میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض و غایت کو مختصر الفاظ میں پیش کیا۔ اور بتلایا کہ آپ کی آمد کی غرض احیاء دین اسلام اور اشاعت اسلام ہے۔ اور آج جماعت احمدیہ اس مقدس مشن کی کامیابی کے لئے کوشاں ہے۔ قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم شائع کر چکی ہے۔ اور اس طرح اسلامی لٹریچر بھی۔ اس جماعت کی مساعی جمیلہ کے نتیجہ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کی برکت کے ہزاروں غیر مسلموں کو داخل اسلام ہونے کا شرف و سعادت حاصل ہو چکی ہے۔

تقریر کے دوران میں ہی مدراس کے اس معزز مسلم شہری جناب خان بہادر عبد الکریم صاحب مہرا وردی سابق آئی۔ جی تشریف لائے اور اجلاس کے اختتام پر آپ نے فرمایا میں احمدی تو نہیں۔ مگر اس حقیقت کے تسلیم کرنے اور بیان کرنے میں مجھے حجاب نہیں کہ جب غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کا ذکر آتا ہے تو اس معاملہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے اور کسی جماعت کا کام نہیں آتا۔ خدمت اسلام کا بہت اچھا کام یہ جماعت کر رہی ہے۔ میں اس بات کو اپنے دوستوں میں بھی اکثر بیان کرتا ہوں۔ مجھے کافی دنوں سے اسلامک سنٹر آنے کا خیال تھا۔ اور آج یہ موقعہ ملا۔ اور ملاقات کر کے خوش ہوا ہوں۔ نماز مغرب کے قریب یہ اجلاس بعد دعا اختتام پذیر ہوا۔

احقر شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ مدراس

کیرنگ

مرکزی اعلان کے مطابق ۲۷ مارچ کو یہاں مسیح موعودؑ ڈے جلسہ منایا گیا جلسہ سے قبل خاکسار نے متعدد بار جماعت میں اعلان کیا۔ نماز مغرب کے بعد مسجد احمدیہ کیرنگ میں جلسہ شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم پڑھنے کے بعد جناب شیخ کرم علی صاحب نے بتایا کہ اسمہٗ احمد [illegible] سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کے لوگوں کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

(۲) جناب ضیاء الدین خان صاحب نے بیان کیا کہ حضرت رسول کریم صلعم کے بعد سے لے کر آج تک حضرت مسیح موعودؑ نے جس قدر اسلام کی خدمت کی ہے اور کوئی اس طرح نہیں کر سکا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نام کے مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لا کر باخدا انسان بن گئے۔ لوگوں کو راہ راست پر لانے کے لئے کام جاری ہے۔ احمدی مبلغین دنیا کے کونے کونے میں کام کر رہے ہیں۔

(۳) جناب حیدر خان صاحب نے بیان کیا کہ حضرت رسول کریم صلعم نے فرمایا تھا کہ آخری زمانہ میں بھی میرے صحابہ جیسے لوگ پیدا ہوں گے۔ اور دوسری صدی میں وہ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کوشش کریں گے۔ حضور صلعم کی یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ پر پوری ہوئی (۴) جناب مولوی شیخ ظہیر الدین صاحب پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ نے بیان کیا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ اسلام تبع تابعین تک ٹھیک چلے گا۔ اس کے بعد لوگ آہستہ آہستہ اسلام سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالےٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیدا کر کے لوگوں کو اسلام پر قائم کر دے گا اب یہ بات آج پوری ہو گئی ہے

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے [illegible] پر بھی روشنی ڈالی اور بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسئلہ ناسخ و منسوخ کی تردید فرمائی۔ اور فرمایا کہ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا ہر حکم عمل کرنے کے قابل ہے۔ حضرت رسول کریم نے فرمایا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام صلیب کو توڑے گا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ عیسائیوں کو اس قدر شکست ہوئی کہ اب وہ احمدیوں کے ساتھ بات کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ آپ نے وفات مسیح علیہ السلام کو بھی ثابت کیا۔ ان کے بعد خاکسار نے اپنا صدارتی تقریر کی۔ جس میں قرآن مجید و احادیث سے ثابت کیا کہ جو مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں حضرت رسول کریم صلعم نے پیشگوئی کی تھی وہ یہی حضرت مسیح موعود ہیں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم پر پوری طرح عمل کرنے کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اور دونوں حضرات میاں صاحبان اور حضرت ام مومنین کی صحت کاملہ اور درازی عمر کے لئے دعا کرنے کی تحریک کی اور دعا بھی کی گئی۔

اس طرح یہ جلسہ رات کے ۹½ بجے ختم ہوا۔ جلسہ میں کثرت کے ساتھ مرد و زن شامل ہوئے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار

محمد محسن خان دیہاتی مبلغ (کیرنگ) [illegible]

پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق مصلح موعود کے زندہ ہونے کی چالیس تعیینات

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی

بسلسلہ اخبار بدر ۲ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء

(۴)

(۳۰)

اللہ تعالیٰ نے اپنے الہام سے حضرت اقدس علیہ السلام کو مصلح موعود کی نسبت فرمایا:-

"جو کچے تھے وہ مصلح موعود کے
ملنے سے نومید ہو گئے اور انہوں
نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی
باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ
قریب مرگ ہو جائے گا یا مر جائے
جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے
مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ
پھیر لے جبتک وہ وقت پہنچ
جاوے۔"

(خط دسمبر ۱۸۸۶ء)

پھر اس کے بعد مصلح موعود کی موجودگی کے بارہ میں بھی ایک اور الہام کے ذریعہ سے خبر دی اور فرمایا:-

انی لاجد ریح یوسف
لولا ان تفندون۔

یہ الہام یکم فروری ۱۹۰۷ء کا ہے۔ جس میں آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو خبر دے دیں کہ یقیناً مجھے یوسف کی خوشبو آرہی ہے۔

یہ الہام بتاتا ہے کہ مصلح موعود جسے یوسف قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت دنیا میں موجود تھا۔ تبھی تو یوسف علیہ السلام کی طرح آپ کو اس کی خوشبو آرہی تھی۔ اگر وہ دنیا میں زندہ موجود نہ ہوتا تو اس کی خوشبو کے آنے کے کیا معنی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ نے اپنے بعض اشعار میں اپنی اولاد کے متعلق اپنے باغ میں پھولوں کے کھلنے کا ذکر کر کے اپنی موجودہ وقت اولاد کے بارہ میں تحریر فرمایا۔

بہار آئی ہے اس وقت خزاں میں
لگے ہیں پھول میرے بوستاں میں

اور پھر اشعار میں یوسف اور پھر خاص گل رعنا کے کھلنے اور ان سے خوشبو آنے کا تذکرہ فرمایا ہے اور اُن میں اس امر کو اور بھی زیادہ نمایاں کر دیا ہے کہ مصلح موعود اس وقت موجود ہے۔ چنانچہ بیاض احمدیہ حصہ پنجم میں ۱۹۰۵ء میں لکھا

"باغ میں ملت کے ہے کوئی گل رعنا کھلا
آئی ہے باد صبا گلزار سے مستانہ وار
آرہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے
گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار"

وہ گل رعنا مصلح موعود ہی تو ہے جس کی خوشبو آنے کا ذکر فرما کر اس کے متعلق یہ اعلان فرما دیا

کہ اسکی پیدائش ہو چکی ہوئی ہے۔ اور وہ پھول کھل چکا ہوا ہے۔ اور مجھے اس سے خوشبو آرہی ہے۔ ہاں اس کے ظہور کی انتظار رہے جو اپنے وقت پر ہوگی۔

پس اول آپ کا ۴ ستمبر ۱۸۸۶ء کو حضرت خلیفہ اول کو اسکی پیدائش کی انتظار دلانا اور پھر ۱۹۰۵ء میں الہام کے ذریعہ سے اسکی پیدائش کے وقوع سے خبر دینا قطعی فیصلہ کن ہے۔

مذکورہ الہام اور اشعار میں مصلح موعود کو جسے یوسف کہا گیا ہے ۱۹۰۵ء میں موجود بتایا گیا ہے۔ ادھر ہم سمجھتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو یوسف اُن کی زندگی ہی میں مل گئے تھے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام کا ذکر قرآن کریم میں بطور پیشگوئی بھی بیان ہوا ہے جس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اس امت میں بھی یعقوب ہوگا اور اسے بھی یوسف ملے گا۔ جیسا کہ حضرت اقدسؑ نے تحریر فرمایا ہے کہ آپ سب انبیاء کے لباس میں آئے ہیں۔ آپ آدم بھی ہیں موسیٰ بھی اور یعقوب بھی اور ابراہیم بھی۔ اور ابراہیم علیہ السلام کی طرح آپ کی نسل کے بھی بے شمار ہونیکی پیشگوئی ہے۔ پس جب آپ یعقوب بھی ہیں اور آپ کا خاص بیٹا یوسف ہے۔ تو وہ آپ کو آپ کی زندگی میں ملنا ضروری تھا لیکن اگر وہ آئندہ کسی صدی میں پیدا ہونے والا تھا تو اسکی خوشبو آپ کو کس طرح آسکتی تھی۔ وہ تو دنیا ہی میں نہ تھا۔ خوشبو تبھی آسکتی تھی جبکہ وہ یوسف کی طرح دنیا میں موجود ہوتا۔ لیکن بعد میں کسی زمانہ میں ہونے سے تو اس زمانہ کے یعقوب کو اس کا بیٹا یوسف انکی زندگی میں نہیں مل سکتا۔

یوسف کے بھائیوں نے کہا تھا کہ یوسف آپ کو نہیں مل سکتا وہ موجود نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے چونکہ ان کو قطعی طور پر ایسا علم دے دیا گیا تھا کہ وہ زندہ ہے اور دنیا میں موجود ہے۔ اسلئے انہوں نے انکی موجودگی کی ان کو خبر دے دی۔ اسیطرح بیان ہوا کہ خدا تعالیٰ نے بالوس لوگوں کو اس کی موجودگی کی خبر الہام کے ذریعہ سے سنا دی مگر وہ پھر بھی نہ سمجھے۔

فرق صرف اس قدر ہے کہ حضرت یوسفؑ انہیں اس اپنے خبر دینے کے بعد ملے تھے لیکن یہاں خدا تعالیٰ نے اول تو اس کے

آئندہ آنے کے متعلق خبر دی اور پھر اسے آپ سے ملا دیا۔ اور اسکے متعلق بھی خبر دے دی جسے آپ نے لوگوں پر ظاہر فرما دیا اور بتا دیا کہ وہ اب موجود ہے۔

ہاں چونکہ اس کا ظہور باقی تھا اسلئے اس کے متعلق بھی بتا دیا کہ میں اسکا انتظار کرتا ہوں اس کا ظہور اپنے وقت پر ہوگا۔ اگر اس وقت مصلح موعود دنیا میں موجود نہ ہوتا تو الہام کبھی بھی یہ نہ کہتا کہ آپ لوگوں کو اسکی موجودگی سے اطلاع دیدیں اور شعر بھی کبھی آپ لکھتے کہ گل رعنا کھل چکا ہے۔ اور اس کی خوشبو مجھے پہنچ رہی ہے۔

دشمنوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ حضرت اقدس کو نوح و سلیمان سے بھی مماثلت ہے۔ نوح کا بیٹا غرق ہو گیا تھا۔ سلیمان کا بیٹا نالائق نکلا تھا اسیطرح حضرت اقدس کا بیٹا بھی نالائق اور غرق ہونے والا تھا۔ حالانکہ اگر ایسا سمجھا جاوے تو آپ کو نہ اسمٰعیل مل سکتا تھا نہ یوسف اور خدا تعالیٰ نے اپنے الہام سے فرمایا تھا کہ آپ کو اسمٰعیل ملے گا۔ اور اسی طرح یوسف بھی۔ مگر یہ ناممکن ہے کہ ایک لڑکا اسمٰعیل اور یوسف بھی ہو اور پھر وہ نالائق بھی ہو اور غرق بھی ہو۔

پس اللہ تعالیٰ نے اثباتی پہلو کو آپ کے خاص بیٹے کے ذریعہ سے پورا کر دیا منفی پہلو منکرین خلافت حقہ کے ذریعہ سے پورا کر دیا اس طرح یکے دونوں پہلو پورے ہو گئے۔ ایک تو سلسلہ سے اپنا مشن الگ کر کے اغیار کے سپرد کر گیا اور ایک نے الگ مشن قائم کر کے سلسلہ کے بالمقابل کھڑا کر دیا۔ اور اپنے آپکو اغیار میں جذب ہونے کے حوالے کر دیا۔ اور اس طرح دونوں مع اپنے ساتھیوں کے خدا کے رسول کے تخت گاہ سے بے تعلق ہو کر اور نااہل بن کر غرق ہو گئے جو کشتی نوح سے الگ ہو اس کا غرق ہونا لازمی تھا۔

(۳۱)

جناب مولوی محمد علی صاحب نے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حکم سے اور اس سے تنخواہ پا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منشاء کے مطابق آپ کی کتب سے بیان کردہ حقائق و معارف سے کر ایک تفسیر تیار کی۔ لیکن جب سے اختلاف ہو جانے پا سے اپنا ذاتی حق قرار دے لیا۔ اور پھر اس میں حضرت اقدس علیہ السلام اور سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات کو الگ کر کے اسے اپنے نام پر شائع کر لیا۔

ادھر مصلح موعود کا ایک کام ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں یہ بھی بتایا گیا تھا۔ کہ اس کے ذریعہ سے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔

اسلئے اس کے لئے یہ امر ضروری تھا کہ وہ اس موقعہ پر موجود ہوتا تا اس تفسیر کو حضرت مسیح موعودؑ کے ایک خاص کشف کے مطابق جناب مولوی محمد علی صاحب سے چھینکر آپ کی منشاء کے مطابق اسے اصل صورت میں احمدیت کی خصوصیات کے ساتھ تفسیر کبیر کے ذریعہ سے پیش کرتا۔ میں اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کشف درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا ناظرین کرام پر اصل حقیقت کامل طور پر منکشف ہو جائے۔ وہ کشف ۴ ستمبر ۱۹۰۶ء کا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

"آج ہی ایک خواب میں دیکھا کہ
ایک چوغہ زریں جس پر سنہری
کام کیا ہوا ہے مجھے غیب سے دیا
گیا ہے ایک چور اس چوغہ کو لے
کر بھاگا۔ جس نے چور کو پکڑ لیا اور
چوغہ واپس لے لیا۔ بعد اس کے
وہ چوغہ ایک کتاب کی شکل میں ہو گیا
جس کو تفسیر کبیر کہتے ہیں۔ اور معلوم
ہوا کہ چور اس کو اس غرض سے
لے کر بھاگا تھا کہ وہ اس تفسیر کو نابود
کر دے فرمایا۔ اس کشف کی تعبیر یہ
ہے کہ چور سے مراد شیطان ہے۔
اور شیطان چاہتا ہے کہ ہمارے
ملفوظات لوگوں کی نظر سے غائب
کر دے۔ مگر ایسا نہیں ہوگا اور
تفسیر کبیر جو چوغہ کے رنگ میں
دکھائی گئی ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ
وہ ہمارے لئے موجب عزت اور
زینت ہوگی۔ واللہ اعلم۔"

(تذکرہ صفحہ ۶۶۴)

اس کشف نے لفظاً لفظاً پورے ہو کر مصلح موعود کی موجودگی کا پتہ دے دیا اور آپ کے تفسیر نویسی کے چیلنج نے جس کے مقابلہ پر کسی کو آنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔

(۳۲)

پیشگوئی میں مصلح موعود کو ایک نور قرار دیا گیا تھا۔ اس نور کے متعلق غلط فہمیوں کا ازالہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود آپ کے قلم سے یہ تحریر کروایا کہ وہ نور جس کا وعدہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی میں دیا گیا تھا آ چکا ہے۔ چنانچہ آپ نے محمود کی آمین میں تحریر فرمایا

جب تیرا نور آیا جاتا رہا اندھیرا
یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

نے یہ دن دکھایا محمود پڑھ کے آیا
دل دیکھ کر یہ احسان تیری ثنا ہیں گایا
صد شکر ہے خدایا صد شکر ہے خدایا

پس ان اشعار میں اس نور کے آجانے کا ذکر اس کے آپ کی زندگی میں موجود ہونے کی دلیل ہے کیونکہ آپ نے اس نور کے ساتھ محمود کا ذکر فرما کر اس کی تعیین فرما دی ہے اور بتا دیا ہے کہ اس نور سے مراد محمود ہے۔ نہ کسی آئندہ بعید کے زمانہ میں پیدا ہونے والا کوئی لڑکا۔

(۳۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا جماعت کے بزرگوں اور اہل علم حضرات کو آپ کے الہامات و تحریرات میں بیان شدہ امور و شرائط و تعیینات کے ذریعہ سے مصلح موعود کی شناخت و تعیین ہو گئی تھی ان لوگوں میں جماعت کے اکابر صحابہ بھی شامل تھے۔ اور ان اکابر اہل علم میں جو شخص جماعت میں حضرت اقدس کے نزدیک آپ کے بعد سب سے زیادہ اہل علم و اہل تقویٰ تھا اس کا اجتہاد بھی یہی تھا کہ مصلح موعود محمود ہی ہے۔ یعنی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اجتہاد و کامل انکشاف کی تائید کرتا ہے جس کا اظہار انہوں نے زبانی اور تحریری دونوں طور پر برملا کر دیا تھا۔ جو پیشگوئی چھاپ کر بھیج دیا گیا تھا۔

یہ اجتہاد بھی تقاضا کرتا ہے کہ مصلح موعود ان کی آنکھوں کے سامنے اسی زمانہ میں موجود ہوتا۔ اس اجتہاد کو جو اہمیت حاصل ہے اسے قطعاً نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس وقت کسی فرد واحد نے بھی اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی تھی۔ اکابر اہل پیغام بھی موجود تھے اور یہ بات ان کے علم میں تھی اس وقت ان کی خاموشی نے اسکی تائید کر کے ہمیشہ کے لئے اس پر مہر لگا دی اور یوں جماعت میں اس پر اجماع ہو گیا۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری جماعت کے منتخب خلیفہ تھے پس اہل پیغام کے منتخب اور مسلم خلیفہ جن وہ چھ سال تک خلیفہ مانتے رہے ہیں کا فیصلہ بھی مصلح موعود کے اس وقت موجود ہونے کو یقینی ٹھہراتا ہے حضرت پیر منظور محمد صاحب نے آپ سے ذکر کیا کہ مجھے حضرت اقدس کی تحریرات و اشتہارات سے اس بات کا علم ہو گیا ہے کہ مصلح موعود حضرت اقدس کا بڑا بیٹا محمود ہے تو انہوں نے فرمایا۔

"ہمیں تو پہلے ہی سے معلوم ہے کیا
تم نہیں دیکھتے کہ ہم میاں صاحب کے
ساتھ کس خاص طرز سے ملا کرتے
ہیں اور ان کا ادب کرتے ہیں"۔

اور پھر پیر صاحب کی درخواست پر ان الفاظ کی تصدیق کرتے ہوئے یہ تحریر فرما دیا کہ

"یہ لفظ میں نے برادرم پیر منظور محمد صاحب سے کہے ہیں"۔

نور الدین ۱۰ ستمبر ۱۹۱۳ء)

ایسا ہی دیگر اکابرین سلسلہ کی آراء احمدیہ لٹریچر میں موجود ہیں۔

پس حضرت امام جماعت احمدیہ سے جماعت کا یہ عملی سلوک ظاہر کرتا ہے کہ تمام جماعت کس قدر اطمینان سے اس بات پر بھی کھڑی ہے کہ باوجود طرح طرح کے خطرناک فتنوں کے اس وقت سے اب تک اس کا قدم ذرا بھی اپنی جگہ سے نہیں ڈگمگایا۔

آخر کس بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ کرام اور اہل علم حضرات کے کامل انکشاف اجتہاد اور فیصلہ کو جو اجماع کی صورت اختیار کر چکا ہے رد کیا جا سکے۔ اہل پیغام و منکرین کا جماعت کے اجماع کو جس میں وہ خود بھی پہلے شامل رہ چکے ہیں آزر تھا اور اس کی پرواہ نہ کرنا بتاتا ہے کہ ان کا قدم جادہ حق سے دور جا پڑا ہے۔

(۳۴)

حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کی مندرجہ ذیل عبارت جو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حق میں پیشگوئی ہے کا عکس ان کے پسر مولوی عبدالمنان صاحب نے ۱۰ مئی ۱۹۴۹ء کے رسالہ "فرقان" قادیان میں شائع کرایا تھا ۔

"...ابھی ہماری جماعت میں فرقہ کسی مجدد نے ۱۳ سو برس سے یہ نہیں کہا
مجھے الہام ہوتا ہے مجھے وحی ہوتی ہے۔ ہمارے مرزا صاحب کو دی۔
الہام و دونوں ہوتے ہیں پھر نبی کا لفظ اور کسی پر نہیں آیا۔ پھر ایسی کامیابی باوجود خاص مخالفت کے کسی کو نہیں ہوئی۔

خطرہ عظیم الشان۔ حضرت موسیٰ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ تیری قوم نے تو اس زمین کو فتح کر لینا ہے تم بے شک جاؤ لیکن قوم نے نافرمانی کی۔ کیا نتیجہ ہوا چالیس برس ڈھیل دی گئی اور ان میں حضرت موسیٰ بھی فوت ہو گئے مجھے یہ ڈر ہے کہ حضرت صاحب سے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدے کئے ہیں۔ تمہارے عملوں نے اس کو پیچھے رکھا ہوا ہے۔

نوٹ: ۳۰ برس کے بعد انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ مجدد یعنی موعود (و قدرت ثانیہ) ظاہر ہو گا۔

نوٹ: انصار کی ذرا سی گستاخی سے حضور نبی کریم نے فرمایا کہ قیامت تک تم پر سلطنت حرام ہے۔ تم بھی گستاخ ہو رہے ہو۔

مذکورہ عبارت میں آپ نے یہ پیشگوئی کی ہے کہ ۱۹۱۲ء کے تیس برس بعد اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی کے لئے اس موعود (قدرت ثانیہ) کو ظاہر کرے گا۔

چنانچہ مولوی عبدالمنان صاحب عمر ان کے پسر نے*

*اسکے متعلق اس پر حسب ذیل ریمارکس لکھے:۔

"یہ الفاظ بالکل صاف اور ان کا مفہوم بالکل واضح ہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو وعدے کئے تھے وہ ہم میں سے بعض لوگوں کی غلطی سے معرض التواء میں پڑ گئے ہیں اور اب سے تیس سال بعد اللہ تعالیٰ ایک موعود بندہ جو قوم کی تجدید کرے گا اور مظہر قدرت ثانیہ ظاہر کرے گا اور پھر اس کے ہاتھ سے وہ وعدے پورے کئے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ... رباّنی ...؟"

نتیجہ امتحان رسالہ "برکات الدعاء"

حضرت ہذا کی طرف سے اخبار بدر مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۶۰ء میں رسالہ "برکات الدعاء" تصنیف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نتیجہ (جو کہ نظارت ہذا کے زیر اہتمام لیا گیا تھا) شائع ہوا ہے جس میں بعض غلطیاں ہیں۔

اب صحیح نتیجہ شائع کیا جاتا ہے۔ احباب پہلے شائع شدہ نتیجہ کو منسوخ سمجھیں۔ امتحان میں کامیاب ہونے والوں کے اسماء مع ان کے حاصل کردہ نمبروں کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

قادیان

نام	نمبر
مکرم بھائی عبد الرحیم صاحب درویش	۴۲
" بشیر احمد صاحب سونگھڑوی متعلم مدرسہ احمدیہ	۶۴
" جلال الدین صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ	۴۳
" انوار الحسن صاحب " "	۵۴
" اشرف علی صاحب " "	۵۷
" شہادت حسین صاحب " "	۶۰
" محمد عمر صاحب مالاباری " "	[illegible]
" بشارت احمد صاحب " "	۳۳
" عبد اللطیف صاحب بنگالی " "	۶۷
" ایم کے بشیر صاحب " "	۶۸
" بشیر احمد صاحب طاہر " "	۴۴
" عبد السلام مالاباری " "	۳۳

شموگہ

نام	نمبر
مکرم سید مدار شاہ صاحب	۳۳
" ایس کے اعزاز حسین صاحب	۴۵
" جی ایم نذیر احمد صاحب	۳۴
" سید عطاء الرحمٰن صاحب	۴۲

جماعت احمدیہ مدراس

نام	نمبر
مکرم صدیق احمد صاحب امینی	۵۵
" محمد عصمت اللہ صاحب	۳۸
" النصر شریف صاحب	۴۷
محترمہ النصر بیگم صاحبہ	۷۱

جماعت احمدیہ کرنول

نام	نمبر
محترمہ مبارک فرحت صاحبہ	۷۰

جماعت احمدیہ یادگیر

نام	نمبر
مکرم سیٹھ محمد صاحب ولد فضل الرحمٰن صاحب	۴۷
" احمد حسین صاحب درویش	۳۶
" بشیر احمد صاحب شیر ولد عبد الغنی صاحب	۳۷
" مولوی فیض احمد صاحب مبلغ	۴۷

جماعت احمدیہ سونگھڑہ

نام	نمبر
مکرم سید ریاض الدین صاحب سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ	۴۶
محترمہ سیدہ ناصرہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ	۴۶
" حافظہ خاتون صاحبہ سیکرٹری لجنہ اماء اللہ	۴۲
محترمہ سیدہ امۃ القیوم صاحبہ	۵۷

جماعت احمدیہ چودوار

نام	نمبر
مکرم فضل الرحمٰن خان صاحب	۳۳
" شمس الحق صاحب	۴۸
" حبیب الرحمٰن خان صاحب	۳۸

جماعت احمدیہ حیدر آباد دکن

نام	نمبر
مکرم محمد صادق صاحب ولد مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم چراغ	۴۴
" میر احمد عارف صاحب ولد ... مولوی	
سید حسین صاحب ذوقی	۶۸
" محمد خواجہ صاحب ولد عبد الحی صاحب مچلی بندری	۶۲
" غوث معین الدین صاحب (اول)	۸۰
" عبد الحکیم صاحب	۵۰
" سید مجتبیٰ حسینی صاحب	۳۴
" عبد القیوم صاحب	۴۰
" محمد عطاء اللہ صاحب	۴۰
" سید مشتاق احمد صاحب	۴۷
" محمد حمید اللہ صاحب	۴۹
" خلیل جی صاحب مچلی بندری	۶۸
" محمد رفعت اللہ صاحب غوری	۶۵
" محمد اسحاق صاحب تنویر	۴۴
محترمہ صدیقہ بیگم صاحبہ	۵۴
" مقبول بیگم صاحبہ بی اے (سوم)	۷۷
" زیب النساء بیگم صاحبہ	۵۸
" محمد شمس الدین صاحب	۶۴

احمدی جرمن نو مسلم کانپور میں

(بقیہ صفحہ اول)

جاکر سینما دیکھیں یا جوا کھیلیں شراب وغیرہ پئیں۔ لیکن احمدیوں نے اس کے خلاف اسلام کی تعلیم کے مطابق مجھ سے کہا کہ شراب جوا وغیرہ میں اسراف و نقصانات ہیں۔ قرآن کریم خدا کا کلام ہے۔ محمد رسول اللہ خدا کے سچے پیغمبر ہیں۔ حضرت مسیح خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ بڑے حضرت صاحب promised Masiah ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ بتلایا

احمدیوں نے باوجود اپنی کم مائیگی کے تمام ممالک میں تبلیغ کا انتظام کیا۔ مساجد بنا رہے ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم شائع کر رہے ہیں

ربوہ شریف بالکل بنجر علاقہ تھا۔ اچھا پانی نہیں ملتا تھا۔ حضرت صاحب کی دعا سے وہاں پانی عمدہ نکل آیا۔ اور اب کافی اچھی آبادی ہوتی جا رہی ہے۔

کسی نے سوال کیا۔ کس بات نے آپ کو زیادہ attract کیا کہ آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ یعنی آپ نے کیا فرق یا اچھائی اسلام میں دیکھی جو اس کو accept یا embrace کیا۔

نو مسلم جرمن احمدی کا جواب۔ (۱) احمدیوں کی تبلیغی مساعی

(۲) عیسائیت چونکہ انسانیت میں اخوۃ بھائی چارہ۔ محبت قائم کرنے میں ناکام ہو گئی جس کا نتیجہ دو بڑی یوروپین جنگوں کی صورت میں رونما ہو چکا ہے۔

(۳) ترمیت ورنگ کا سوال

(۴) وطنیت۔ رنگ۔ امریکی۔ جاپانی۔ وغیرہ سوال۔

(۵) اسلام میں کلمہ گو سب بھائی بھائی ہیں صرف پولیٹیکل اختلافات ہیں۔ جو کہ ساجدوں سے رفع ہو سکتے ہیں

رحمٰن صاحب نے ان کے چلے جانے کے بعد کہا کہ جماعت احمدیہ بہت عمدہ کام کر رہی ہے اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ مزید معلومات حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

غرضیکہ تمام گفتگو و تبادلہ خیالات کا لوگوں پر بہت عمدہ اور اچھا اثر پڑا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

ضمیر کی آواز

(بقیہ صفحہ ۶)

کی نوبت بقول آپ کے یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اس کے "درد کی دوا موت کے سوا کچھ نہ ہو"۔ اور اس قسم کی بے نظیر گمراہی کا علاج بھی موت ہو۔ جیسا کہ آپ نے اپنے مقالہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ نبی اللہ کو بطور استشہاد پیش کر کے اس حقیقت کا اعتراف فرما لیا ہے اور بقول آپ کے

"وحی آسمانی" اور نبوت کے تمام دروازے مسدود و مقفل بھی ہوں تو کیا ایسی صورت میں قوم مسلم کی دائمی موت اور ہلاکت کے سوا کوئی دوسری صورت باقی رہ جاتی ہے؟ اور کیا یہ بے بسی کی ہلاکت "خیر امت" کی علامت ہو سکتی ہے؟ ہم یقین کی راہ سے کہتے ہیں کہ مولانا کے پاس اس سوال کا کوئی صحیح جواب نہیں ہے

منہاج نبوت البتہ اس سوال کا جواب مجسم جماعت احمدیہ کی صورت میں موجود ہے۔ جماعت احمدیہ الٰہی نوشتوں کے مطابق مسیح و مہدی علیہ السلام کے ذریعہ سے منہاج نبوت پر قائم ہوئی ہے ؎

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح
نیز بشنو از زمیں آمد امام کامگار (مسیح موعود)

بلاشبہ اس منہاج نبوت پر قائم ہونے والی جماعت کے ساتھ قوموں کا شدید تصادم ہوا۔ اور وہ کونسی منہاج نبوت پر قائم ہونے والی آسمانی جماعت ہے جس کے ساتھ دنیا کے فرزندوں نے ایسا تصادم نہ کیا ہو؟ لیکن "وحی آسمانی" کے بتائے ہوئے وعدوں کے مطابق اسباب عالم اور مادیات عالم سے تہی دست ہونے کے باوجود غیر ممکن حالات اور شدید ترین مخالفتوں اور مزاحمتوں کے علی الرغم یہ آسمانی جماعت معجزانہ طور پر منازل ارتقاء طے کرتی چلی جا رہی ہے اور دور حاضر کی یہی واحد جماعت ہے جس کے ساتھ "وحی آسمانی" کے وعدے اپنے وقت پر پورے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار خبر دی ہے کہ وہ مجھے بہت عظمت دیگا اور میرے سلسلہ کو تمام زمین میں پھیلائے گا اور سب فرقوں پر میرے فرقہ کو غالب کریگا اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے اور ہر ایک قوم اس چشمہ سے پانی پیئے گی۔ اور یہ سلسلہ زور سے بڑھیگا اور پھولے گا۔ یہاں تک کہ زمین پر محیط ہو جائے گا۔ بہت سی روکیں پیدا ہونگی اور ابتلاء آئیں گے مگر خدا سب کو درمیان سے اٹھا دیگا اور اپنے وعدہ کو پورا کریگا اور خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے برکت پر برکت دونگا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے سو اے سننے والو! ان باتوں کو یاد رکھو اور ان پیش خبریوں کو اپنے صندوقوں میں محفوظ رکھ لو کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ایک دن ضرور پورا ہوگا۔" (تجلیات الٰہیہ) ۲۲

مالی سال ختم ہو رہا ہے

احباب و عہدیداران کی خاص توجہ کے لئے اعلان

صدر انجمن احمدیہ قادیان کا موجودہ مالی سال ختم ہونے میں اب صرف ایک ماہ سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہئیے کہ وہ اپنے ذمہ کے جملہ چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی کی طرف فوری طور پر متوجہ ہوں۔ اور عہدیداران مال کا فرض ہے کہ وہ تمام وصول شدہ چندوں کی رقوم ۲۵ر اپریل سے قبل ہی مرکز بھجوا دیں۔ تاکہ آخر اپریل تک خزانہ صدر انجمن قادیان میں داخل ہو کر متعلقہ جماعتوں کے حسابات میں محسوب ہو سکیں اگر کوئی رقم ۳۰ر اپریل تک داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ نہ ہو سکی۔ تو وہ اگلے سال میں محسوب ہوگی اور جماعت کے ذمہ اس سال کا بقایا رہ جائیگا۔

اس ماہ میں چندہ جات کی وصولی کے لئے غیر معمولی کوشش اور جدوجہد درکار ہے۔ کیونکہ ابھی تک بہت سی جماعتوں کا بجٹ لازمی چندہ جات پورا نہیں ہوا۔ جماعتوں میں اعلیٰ اخلاص اور قربانی کی روح پیدا کرنے میں مقامی عہدیداران کا بہت دخل ہے۔ اگر عہدیداران خود اپنا عمدہ نمونہ پیش کریں۔ اور مؤثر رنگ میں دوستوں کو تحریک فرمائیں۔ تو خدا کے فضل سے وصولی چندہ جات کی پوزیشن کافی بہتر ہو سکتی ہے۔ پس جن عہدیداروں نے سال کے دوران میں پوری توجہ اور کوشش سے کام نہیں کیا۔ ان کو چاہئیے کہ اب اس کی تلافی کریں۔ اور جن عہدیداروں نے سال بھر شوق اور محنت سے کام کیا ہے وہ بھی اس مہینہ میں مزید جدوجہد کرنے زیادہ ثواب کمائیں اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

بجٹ کو پورا کرنے کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مندرجہ ذیل ارشاد احباب جماعت کی خاص توجہ اور عملی کوشش کا مستحق ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں ایسے چندے کا قائل نہیں کہ وعدہ (بجٹ) تو لکھ دیا۔ اور پھر خدا کی بات پوری ہو۔ چاہے دو نیاں کرائی جا رہی ہوں۔ اخبارات میں اعلانات ہو رہے ہیں۔ اور وعدہ کرنے والا پھر بھی خاموش بیٹھا رہے۔ . . . . . . تمہارا چندہ ادا کرنا تمہارے اندر ایک نئی ایمانیت ایک نیا خلوص اور ایک نیا ایمان پیدا کر دے گا۔"

جماعتوں کے سیکرٹریان مال کو گیارہ ماہ کی وصولی چندہ جات اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دی جا رہی ہے۔ ابھی تدریجی بجٹ کے مقابل پر اصل آمد لازمی چندہ جات میں کافی کمی ہے اور بعض جماعتوں کی وصولی باوجود بار بار توجہ دلانے کے بہت کم ہوئی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت عہدیداران مال اور حلقہ کے مبلغ صاحبان اپنی جماعت کی کمی آمد کو پورا کرنے کی فکر کریں۔ اور سال کے آخری تین ہفتوں میں خاص توجہ سے سو فیصدی وصولی کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت اور عہدیداروں کو مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھانے کی سعادت بخشے اور ہم سب کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر کے خدا تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے والے ہوں۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

نیک نمونہ ــ چندہ تعمیر چاردیواری بہشتی مقبرہ

بیشتر ازیں جن احباب کی طرف سے مندرجہ بالا تحریک میں وصولی ہوئی ہے۔ انکے نام اخبار بدر مورخہ ۲ر مارچ سنہ ۶۱ء میں شائع ہو چکے ہیں اس کے بعد جن دوستوں کی طرف سے اس مبارک تحریک میں جس قدر رقوم وصول ہوئی ہیں۔ ان کی اسماء فہرست ذیل میں لغرض دعا پیش ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ حصہ لینے والے احباب کو دین و دنیا میں کامیابی عطا فرمائے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔

نظارت ہذا کی انفرادی تحریک کے جواب میں ابھی متعدد دوستوں کی طرف سے وعدوں اور وصولی کا انتظار ہے۔ امید ہے کہ مخلصین جماعت جلد فرما کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

مکرم عبد الباری صاحب بمبئی	-/۱۰۰
" سیٹھ رشید احمد صاحب حیدرآباد	-/۱۵۰
محترمہ اہلیہ صاحبہ " " "	-/۱۰۰
مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب چنتہ کنٹہ	-/۱۰۰
محترمہ اہلیہ صاحبہ " "	-/۸۰
مکرم رحمۃ اللہ صاحب غوری یادگیر	-/۱۰۰
جماعت احمدیہ ارٹھور	-/۴۰
مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر	-/۱۰
مکرم حاجی محمد حسین صاحب تیماپور	-/۲۰
" سیٹھ حمید احمد صاحب حیدرآباد	۲۱/۵۶
" خلیل برادر صاحبان بمبئی	-/۱۰
محترمہ رسول بی بی صاحبہ یادگیر	-/۲۵

ناظر بیت المال قادیان

ہم ۔۔۔ افسوس کہ دور حاضر کے علماء اس واضح حقیقت سے بے خبر ہیں کہ زمینی تدبیروں سے اقامت دین کے نام پر جماعتیں بنانے اور قوم مسلم کو ذلت و نکبت کے گڑھے میں اتارتے چلے جاتے ہیں ۔۔۔ المنتظر ۔۔۔ مولانا سید ابوالحسن صاحب ۔۔۔ آسمانی ۔۔۔ صداقت کا اعتبار ۔۔۔

خبریں

کھٹمنڈو ۱۴؍اپریل ۔ وزیر اعظم نیپال شری بی پی کوئرالہ نے آج کھٹمنڈو میں اپنی پریس کانفرنس میں یہ سنسنی خیز انکشاف کیا کہ کمیونسٹ چین نے ماؤنٹ ایورسٹ پر اپنا حق جتایا ہے۔

انہوں نے کہا نیپال سرکار نے چین کا یہ دعویٰ تسلیم نہیں کیا۔ لیکن اب چین کے دعویٰ کی وجہ سے دنیا کی بلند ترین چوٹی کی ملکیت کے بارے میں جھگڑا پیدا ہو گیا ہے۔ شری کوئرالہ نے ایک اور سوال کے جواب میں کہا کہ جب وزیر اعظم چین مسٹر چو۔ این ۔لائی دہلی میں شری نہرو کے ساتھ بات چیت کرنے کے بعد نیپال آئیں گے تو ایورسٹ کے معاملہ پر اُن کے ساتھ بات چیت کی جائے گی۔ آپ نے کہا چین کا یہ مطالبہ بالکل نیا ہے اور میں نہیں کہہ سکتا کہ آیا چین نے یہ دعوے ایورسٹ کے سارے سلسلہ کوہ کے لیے یا اس کے کچھ حصہ پر۔

[illegible] ۱۴؍اپریل۔ پتہ چلا ہے کہ چینی [illegible] نیپال کے سرحدی ڈویژن کمپنگ کی سرحدی چوکی کھونوسہ سے ۴۴ میل دور تبت میں [illegible] کے مقام پر ہوائی اڈہ کی تعمیر تقریباً مکمل کر لی ہے۔

لکھنؤ ۱۴؍اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر اعظم پنڈت نہرو یورپ کے دورے سے پہلے بعد پاکستان جائیں گے۔ وہاں جانے کا مقصد خان عبد الغفار خان اور پاکستان کے دوسرے لیڈروں سے ملنا ہے۔ شری مرارجی ڈیسائی کے جب وہ پچھلے ہفتہ خان عبد الغفار خان کے گاؤں چارسدہ میں گئے تھے۔ خان عبد الغفار خان نے شری نہرو کے لئے ایک پیغام دیا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ مرنے سے پہلے پاکستان آکر مجھے ملیں۔ خان عبد الغفار خان کی بڑی خواہش تھی کہ ہندوستان آکر اپنے پرانے دوستوں سے ملیں؛ مہاتما گاندھی جی کی سمادھی اور مولانا ابوالکلام آزاد کے مزار پر پھول چڑھائیں مگر وہ یہ نہیں چاہتے کہ پاکستان کے موجودہ حکمرانوں سے ہندوستان آنے کے لئے اجازت مانگیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس سے کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوں۔

نئی دہلی ۱۴؍اپریل ۔ آج لوک سبھا میں بتایا گیا کہ بھارت اور فرانس میں چند دنوں تک ایک معاہدہ پر دستخط ہو جائیں گے۔ جس کے تحت بھارت میں [illegible] نام فلم تیار کرنے کا ایک کارخانہ لگایا جائے گا۔ اس معاہدہ کو [illegible] شکل دے دی گئی ہے۔ اس کارخانہ میں فوٹو گرافی کا کاغذ اور فلمیں بھی تیار ہوا کریں گی۔ اس پر شروع میں ۲½ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا۔ جب صلاحیت سے کام کرنے کے قابل ہوگا۔ تو یہ خرچ بڑھ کر ۸ کروڑ روپیہ [illegible] گا۔

آگرہ ۱۵؍اپریل۔ مصر کے صدر ناصر جو گذشتہ ۲۹؍مارچ سے بارہ روز کے دورہ پر ہندوستان آئے ہوئے ہیں نے کل یہاں اپنے کیمرہ سے تاج محل اور شاہجہان اور ممتاز محل کی تصاویر کے کئی فوٹو لئے۔ ایک کاریگر نے صدر ناصر کو بتایا کہ تاج محل کے لئے سنگ مرمر کس طرح خوبصورتی سے تراشا گیا تھا۔ صدر ناصر نے اسکی پیٹھ پر تھپکی دی۔ انہوں نے تاج کی خوبصورتی کے بارے میں کہا کہ اسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ آگرہ سے ۷ میل دور سکندرا میں انہوں نے اکبر کا مقبرہ دیکھا یہ دورہ ان کے ابتدائی پروگرام میں شامل نہ صدر ناصر کل چھٹی منانے کے موڈ میں تھے۔ وہ اکبر کے مقبرہ پر بندروں کے فوٹو لیتے رہے ایک بندر کو انہوں نے چنے کھلائے۔ جب بندر ان کے بازو پر اچھلنے لگا تو فوٹو گرافروں نے اس منظر کے بہت سے فوٹو لئے۔ صدر ناصر نے تاریخی عمارتوں اور تاریخی دستاویزات کو بڑی دلچسپی سے دیکھا آگرہ کے تاج محل میں انہوں نے قرآنی آیات کو دلچسپی سے پڑھا۔

جوہنسبرگ ۱۴؍اپریل۔ جنوبی افریقہ میں پچھلے دو ہفتوں سے جو سنسنی پیدا ہو گئی تھی وہ کل مزید ماند ہو گئی ہے۔ کل سارے ملک میں امن و امان رہا۔ نیز جن علاقوں میں فسادات ہو سکتے تھے وہاں سے تشدد کے کسی واقعہ کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ کسی گڑبڑ کے خدشہ کے پیش نظر [illegible] باقاعدہ فوج اور رضاکار [illegible] رکھے گئے ہیں۔ لیکن کشیدہ ماحول جو کہ شارپ ول میں پولیس کی فائرنگ سے پایا جاتا تھا اب کافی کم ہوتا نظر آرہا ہے۔ سیکورٹی فورس صورت حالات پر مضبوطی سے قابو پائے ہوئے ہے۔ یونین کے تین سو اضلاع میں ہنگامی صورت حالات کا اعلان کیا جا چکا ہے

بھوپال ۱۴؍اپریل۔ مدھیہ پردیش جن سنگھ کی ورکنگ کمیٹی نے اپنے تمام یونٹوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ پنڈت نہرو اور مسٹر چو این لائی کی ہونے والی بات چیت کے خلاف پروٹسٹ کریں نیز ہندوستانی علاقہ سے چینی فوجوں کو ہٹانے کا مطالبہ کرنے کے لئے ۱۷؍اپریل سے ۲۱؍اپریل تک ہفتہ منائیں۔ ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ نے اس سلسلہ میں پردیش کے تمام اضلاع میں ۱۷؍اپریل کو مظاہرے کرنے کا پروگرام مرتب کیا۔

واشنگٹن ۱۴؍اپریل۔ وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کل شام یہاں ایک پبلک میٹنگ میں تقریر کرتے ہوئے ہندوستان کی بعض سیاسی پارٹیوں کی اس تحریک کی مذمت کی کہ جب چینی وزیر اعظم مسٹر چو این لائی ہندوستان کے دورے پر پہنچیں تو ان کے خلاف مظاہرہ کیا جائے۔ پنڈت نہرو نے کہا کہ مسٹر چو این لائی وزیر اعظم چین ہمارے مہمان کے طور پر ہندوستان آ رہے ہیں وہ ہماری دعوت پر آرہے ہیں۔ ایک مہمان ہوئے جہان کے خلاف مظاہرہ کرنا بھلا اخلاق کے تمام اصولوں کے خلاف ہے۔ پنڈت نہرو نے مزید کہا کہ چین کے ساتھ ہمارے بعض اختلافات ہیں ہمیں ان اختلافات کا سامنا کرتے ہوئے انہیں دلیرانہ طور پر حل کرنا چاہیئے۔ چین کو بُرا بھلا کہہ کر یا آواز بلند کر کے اختلافات حل نہیں ہو سکتے اگر ہم نے ایسا کیا تو یہ ہماری کمزوری اور گھبراہٹ کی علامت ہوگی۔ اگر عورتیں مجھے معاف فرمائیں تو میں کہوں گا کہ بُرا بھلا کہنا پرانی عورتوں کی عادت ہے نوجوانوں کی عادت نہیں۔

مصلح موعودؓ کے زمانہ کی چالیس تعیینات (بقیہ صفحہ ۸)

اپنے پیارے مسیح سے کئے ہیں اور یہ اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ان الفاظ کے کہے جانے کی تاریخ سے تیس سال بعد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مظہر قدرت ثانیہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا [illegible] انکشاف کر دیا اور آپ نے الٰہی پیغام کی بنا پر اپنے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ فرما دیا۔"

احادیث میں آتا ہے کہ ایک جنگ کے موقعہ پر حضرت مقداد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ حضور ہم آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور آپ کے بائیں بھی۔ آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی اور جس طرح یہود نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا ہم آپ سے نہیں کہیں گے اذھب انت وربک فقاتلا انا ھٰھنا قاعدون

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کس طرح گذری ہوئی اقوام کے ان واقعات سے جو قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں عبرت و نصیحت حاصل کرتے تھے۔ دیکھنا یہ ہے کہ آخرین منہم کی جماعت کس طرح عبرت و نصیحت حاصل کرتی ہے اور اب تو خدا کے ایک صدیق بندے نے ہمیں اس طرف متوجہ بھی کر دیا ہے۔ مبارک ہیں جو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور مصلح موعود کے قدموں میں اپنے تئیں ڈالتے ہیں کہ وہ الٰہی خوشنودی کو حاصل کریں گے اور فتوحات کے ان وعدوں کی تکمیل میں شریک ہو کر دین و دنیا کی سرخروئی پانے والے بنیں گے۔"

اب ہمیں معاندین بتائیں کہ ہم تو حضرت خلیفہ اول کی پیش خبری کے مطابق ظاہر ہونے والے مصلح موعود کے دامن سے وابستہ ہیں وہ کیوں اپنے تسلیم شدہ و منتخب کردہ خلیفہ کی پیشگوئی کے مصداق سے انحراف کر کے اپنی شقاوت ۔۔۔ دارین پر مہر لگا رہے ہیں اور سلسلہ کی ترقی کے راستہ کے آگے ناکام روڑے اٹکانے میں کوشاں ہیں کیا مرنا یاد نہیں رہا (باقی)

> ## مسلمان
> ## کس عظیم الشان کام کیلئے
> پیدا کئے گئے ہیں
> کارڈ آنے پر
> ## مفت
> عبد اللہ الہ دین سکندر آباد دکن

> ## صداقت احمدیت
> کے متعلق
> ## تمام جہان کو چیلنج
> بزبان انگریزی اردو
> کارڈ آنے پر
> ## مفت
> عبد اللہ الہ دین سکندر آباد